﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 14 — جمعۃ المبارک 13/ جولائی 2007ء — 27/ جمادی الثانی 1428 ہجری قمری ❁ 13/ وفا 1386 ہجری شمسی — شمارہ 28

تم پر سلام ہو

ایک صحابیؓ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچاؤ۔ میں آپ کے پاس گیا اور کہا میرا والد آپ کو سلام کہتا ہے۔ فرمایا تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل یقول حدیث نمبر 4554)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

وہ خدا جس کی طرف ہم بُلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔

جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرت احدیّت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے

”مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں، تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دُعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اُٹھانے کیلئے اندھیری کوٹھریوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بیتاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بُلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو۔ کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دیجائے گی۔ دُعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے۔ اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کیلئے اس کی ایک الگ تجلّی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اَور کوئی خدا نہیں مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔

غرض دُعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدیّت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے۔ اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک ہیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور اس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے خیال بکلی کھو دیتی ہے اور اپنے نقش وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے وجود کی ایسی بناوٹ پیدا کی ہے کہ روح کا اثر جسم پر اور جسم کا اثر روح پر ضرور ہوتا ہے۔ جب تمہاری روح غمگین ہو تو آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ اور جب روح میں خوشی پیدا ہو تو چہرہ پر بشاشت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان بسا اوقات ہنسنے لگتا ہے۔ ایسا ہی جب جسم کو کوئی تکلیف اور درد پہنچے تو اس درد میں روح بھی شریک ہوتی ہے۔ اور جب جسم کسی ٹھنڈی ہوا سے خوش ہو تو روح بھی اس سے کچھ حصہ لیتی ہے۔ پس جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرت احدیّت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ انسان ترقیات کے لئے مجاہدات کا محتاج ہے اور یہ بھی ایک قسم مجاہدہ کی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم پیوست ہوں تو جب ہم اُن میں سے ایک چیز کو اٹھائیں گے تو اس اٹھانے سے دوسری چیز کو بھی جو اس سے ملحق ہے کچھ حرکت پیدا ہوگی۔ لیکن صرف جسمانی قیام اور رکوع اور سجود میں کچھ فائدہ نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ یہ کوشش شامل نہ ہو کہ روح بھی اپنے طور سے قیام اور رکوع اور سجود سے کچھ حصہ لے۔ اور یہ حصہ لینا معرفت پر موقوف ہے اور معرفت فضل پر موقوف۔ اور خدا نے قدیم سے اور جب سے کہ انسان کو پیدا کیا ہے یہ سنّت جاری کی ہے کہ وہ پہلے اپنے فضل عظیم سے جس کو چاہتا ہے اُس پر روح القدس ڈالتا ہے اور پھر روح القدس کی مدد سے اس کے اندر اپنی محبت پیدا کرتا ہے اور صدق و ثبات بخشتا ہے اور بہت سے نشانوں سے اس کی معرفت کو قوی کر دیتا ہے اور اس کی کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سچ مچ اس کی راہ میں جان دینے کو تیار ہوتا ہے۔ اور اس کا اس ذات قدیم کچھ ایسا غیر منفک تعلق ہو جاتا ہے کہ وہ تعلق کسی مصیبت سے دور نہیں ہو سکتا اور کوئی تلوار اس علاقہ کو قطع نہیں کر سکتی۔ اور اس محبت کا کوئی عارضی سہارا نہیں ہوتا۔ نہ بہشت کی خواہش نہ دوزخ کا خوف۔ نہ دنیا کا آرام اور نہ کوئی مال و دولت بلکہ ایک لامعلوم تعلق ہے جس کو خدا ہی جانتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ یہ گرفتار محبت بھی اس تعلق کی کُنہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ کیوں ہے اور کس خواہش اور کس طرح سے ہے کیونکہ وہ ازل سے تعلق ہوتا ہے۔ وہ تعلق معرفت کے ذریعہ سے نہیں بلکہ معرفت بعد میں آتی ہے جو اس تعلق کو روشن کر دیتی ہے۔ جیسا کہ پتھر میں آگ تو پہلے سے ہے لیکن چقماق سے آگ کے شعلے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور ایسے شخص میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت ہوتی ہے اور دوسری طرف بنی نوع کی ہمدردی اور اصلاح کا بھی ایک عشق ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک طرف تو خدا کے ساتھ اس کا ایسا ربط ہوتا ہے جو اس کی طرف ہر وقت کھینچا چلا جاتا ہے اور دوسری طرف نوع انسان کے ساتھ بھی اُس کا ایسا تعلق ہوتا ہے جو اُن کی مستعد طبائع کو اپنی طرف کھینچتا ہے جیسا کہ آفتاب زمین کے تمام طبقات کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور خود بھی ایک طرف کھینچا جا رہا ہے۔ یہی حالت اُس شخص کی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدث کہتے ہیں۔ اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اکثر دعائیں اُن کی قبول ہوتی ہیں اور اپنی دعاؤں میں خدا تعالیٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں“۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 222 تا 226)

جلسہ سالانہ۔ صداقتِ احمدیہ کا ایک تابندہ نشان

(عطاء المجیب راشد۔ افسر جلسہ گاہ۔ برطانیہ)

احمدیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ اسلام کے احیاءِ نو کی تحریک کا نام ہے۔ احمدیت دنیا میں اس حقیقی اسلام کی علمبردار ہے جو ہمارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ آپ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ دورِ آخرین میں مسلمانوں پر انحطاط کا زمانہ آئے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے سچے دین، دین اسلام کے احیاء اور اس کے عالمگیر غلبہ کے لئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا اور رسول مقبول ﷺ کے اس عاشق صادق کے ذریعہ ایک جماعت قائم ہوگی جس کے سر پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سایہ ہوگا۔ جماعت احمدیہ یہی وہ موعود جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن سے 23/مارچ 1889ء کو قائم ہوئی اور ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے دن رات مصروف عمل ہے۔

قیام جماعت کے قریباً دو سال بعد بانیٔ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی منشاء سے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ پہلا جلسہ سالانہ دسمبر 1891ء میں قادیان میں منعقد ہوا۔ جن خوش قسمت اور مخلصین کو اس پہلے تاریخی جلسہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی ان کی تعداد 75 تھی۔ عشاق اسلام کا یہ بظاہر ایک چھوٹا سا اجتماع تھا لیکن درحقیقت یہ ایک بیج کی طرح تھا جو اللہ تعالیٰ کے اذن سے بویا گیا اور مقدر تھا کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں یہ پودا بڑھے گا اور پھیلے گا اور ایک عالمگیر تناور درخت بن جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے یقین اور وثوق سے تحریر فرمایا تھا کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں کیونکہ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ آپ نے بڑی تحدی اور جلال کے ساتھ فرمایا تھا کہ ان باتوں کو ناممکن مت خیال کرو کہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

زمانہ گواہ ہے کہ خدا کی بات پوری ہوئی۔ کون ہے جو اس قادر و توانا خدا کے ارادوں کو روک سکے۔ احمدیت کا قافلہ بڑھتا گیا اور بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ جو دراصل جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے وہ بھی ہر پہلو سے ترقی پذیر ہے اور صداقت احمدیہ کا ایک تابندہ نشان ہے۔

قادیان دارالامان سے جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا اور اس مقدس بستی میں یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ ہر سال عشاق اسلام اکناف عالم سے اس مقدس اجتماع میں شمولیت کے لئے آتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے اس شجرۂ طیبہ کو لہلہاتا دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد دارالہجرت ربوہ میں جلسوں کا آغاز ہوا اور جب تک ملکی قانون کے ظالمانہ ہاتھ اس کی راہ میں حائل نہیں ہوئے یہ جلسہ ہر سال بڑی آب و تاب کے ساتھ منعقد ہوتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا کے بیرونی ممالک میں بھی جلسوں کی داغ بیل پڑی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے سب معروف ممالک میں یہ جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر جلسہ صداقت احمدیت کا تازہ نشان بن کر ابھرتا ہے۔

خلیفۂ وقت کے لندن تشریف لانے کی برکت سے 1985ء سے برطانیہ کے جلسہ کو ایک نمایاں حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ مرکزی نوعیت کا یہ عالمگیر جلسہ پہلے اسلام آباد (UK) میں ہوتا رہا اور گزشتہ سال سے برطانیہ کی نئی وسیع و عریض جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں منعقد ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال نئی جلسہ گاہ میں منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ میں حاضرین کی تعداد تیس ہزار تھی جس میں کثیر تعداد میں غیر مسلم معزز مہمان شامل تھے۔

امسال جماعت احمدیہ برطانیہ کا 41 واں جلسہ سالانہ 27-28 اور 29 جولائی 2007ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ حدیقۃ المہدی میں منعقد ہونے والے اس دوسرے جلسہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ جلسہ جماعت احمدیہ میں نظام خلافت کے قیام کے سوویں سال میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے اس جلسہ کے ساتھ ہی خلافت جوبلی کی خوشبوئیں آنے لگیں گی جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت بھرپور طور پر اگلے سال منائی جائے گی۔ ہر دل ابھی سے اس ساعتِ سعد کے لئے چشم براہ ہے اور دعا گو ہے۔

اس جلسہ سالانہ میں، ہمیشہ کی طرح، سب سے اہم اور مرکزی خطابات سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہوں گے۔ حضور انور جلسہ کے پہلے روز خطبہ جمعہ جلسہ گاہ میں ارشاد فرمائیں گے۔ بعد دوپہر افتتاحی خطاب ہوگا۔ دوسرے روز مستورات سے خصوصی خطاب ہوگا۔ اور بعد دوپہر کے اجلاس میں دوران سال کی جانے والی عالمگیر خدمات اور جماعت پر نازل ہونے والے افضال الٰہی کے تذکرہ پر مشتمل تفصیلی خطاب ہوگا۔ تیسرے اور آخری روز دوپہر کے وقت عالمگیر بیعت کی تقریب ہوگی اور بعد دوپہر حضور انور حاضرین جلسہ سے اختتامی خطاب فرمائیں گے۔

حضور انور کی منظوری سے جلسہ سالانہ کے دوسرے اور تیسرے روز کی دیگر تقاریر کا پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

- ...... ''عالم اسلام کے مسائل کا حل''۔
  محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یو۔کے۔
- ...... ''آنحضرت ﷺ کی آخری زمانہ کے بارہ میں پیشگوئیاں''۔
  محترم مولانا ابراہیم احمد نونن صاحب۔ مشنری انچارج آئرلینڈ۔
- ...... ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعلق باللہ''۔
  محترم بلال ایٹکنسن صاحب۔ ریجنل امیر نارتھ ایسٹ ریجن یوکے۔
- ...... ''احمدیت کے حق میں نصرت الٰہی کے نظارے''۔
  محترم مولانا محمد عمر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد قادیان۔
- ...... ''بنگلہ دیش میں احمدیت کی ترقی اور خدمات''۔
  محترم مولانا عبدالاول خان چوہدری صاحب مشنری انچارج بنگلہ دیش۔
- ...... ''اقامۃ الصلوٰۃ''۔
  عطاء المجیب راشد (مشنری انچارج برطانیہ)

الحمدللہ کہ اس بابرکت عالمگیر جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے بیرونی ممالک سے احباب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر آنے والے مہمانوں کی وجہ سے ان دنوں مسجد فضل لندن اور مسجد بیت الفتوح میں رونق اور گہما گہمی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب شرکاء کو اس جلسہ سالانہ کی سب برکات عطا فرمائے اور علم و عرفان سے اپنی جھولیاں بھرنے کی توفیق دے۔

یہ جلسہ سالانہ برطانیہ کی سرزمین میں منعقد ہو رہا ہے اس لئے برطانیہ کے احمدی احباب کی خصوصی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس عظیم جلسہ سالانہ میں بھرپور طور پر شامل ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کو ہمیشہ اس طرف متوجہ فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی ایک بار فرمایا تھا:

''انگلستان کے احمدیوں کو چاہئے کہ وہ ذوق شوق کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوں۔ بغیر کسی عذر کے کوئی غیر حاضر نہ رہے۔ بعض لوگ تین دن کی بجائے صرف دو دن یا آخری دن کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے آنے کا مقصد صرف میل ملاقات ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں دن حاضر رہیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ جولائی 2000ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے بہت مبارک فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان کے سایہ میں جلسہ نہایت کامیابی سے منعقد ہو اور وہ جملہ مقاصد بتمام و کمال پورے ہوں جن کی خاطر یہ جلسہ شروع کیا گیا تھا۔ اللہ کرے کہ جملہ شاملین جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کے مصداق بن جائیں کہ:

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہمّ و غم دور فرماوے اور اُن کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔''

(اشتہار 7/دسمبر 1882ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

دنیا ہی بدل جاتی ہے اک اُس کی دعا سے

پیاسوں کو جو پانی سے ہے سانسوں کو ہوا سے
ہم ہیں کہ ہمیں ربط ہے اس شمع وفا سے
بجھتے ہی چلے جاتے ہیں دل راہوں میں اس کی
دیوانے بندھے جاتے ہیں اک ایک ادا سے
آنکھیں کہ جھکی جاتی ہیں ان آنکھوں کے آگے
اس بزم میں جب جاتے ہیں ہم دید کے پیاسے
لہجوں کو بھی آجاتے ہیں چاہت کے قرینے
آواز نہ اونچی ہو کبھی اس کی صدا سے
وہ ایک تسلسل ہے رواں ابر کرم کا
ہم پائیں شہی پیار کی اس ظلِّ ہما سے
جب چاہو کرو تجربہ تاثیر کا اس کی
دنیا ہی بدل جاتی ہے اک اس کی دعا سے
وہ رنگ ہے خوشبو ہے کہ ہے نور سراپا
تم مل کے تو دیکھو مرے اس مرد خدا سے
آنگن ہیں اسی نور سے پُرنور ہمارے
یہ جان یہ دل اس سے ہیں مسرور ہمارے

(مبارک احمد عابد۔ ربوہ)

خلافتِ راشدہ

(حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ۔ خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1939ء میں خلافت جوبلی کی تقریب سعید کے موقع پر جلسہ سالانہ قادیان میں ’’خلافت راشدہ‘‘ کے موضوع پر ایک بہت اہم تقریر ارشاد فرمائی جو 28 اور 29 دسمبر دو دن جاری رہی۔ یہ معرکۃ الآراء تقریر 1961ء میں کتابی صورت میں پہلی بار شائع ہوئی۔ یہ کتاب خدا کے فضل سے علمی دنیا میں ایک نہایت بُلند پایہ تصنیف ہے جس میں نظامِ خلافت کی ضرورت واہمیت اور دیگر تمام پہلوؤں پر قرآن کریم، احادیث نبویہ اور سنّت صحابہ کی رو سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز آنحضرت ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کی مختصر تاریخ اور حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اِس کے بعد خلافت احمدیہ کے قیام، بالخصوص خلافت ثانیہ کے انتخاب کے موقع پر پیدا ہونے والے حالات و واقعات اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ہم خیال احباب کی طرف سے نظامِ خلافت کے خلاف سازشوں اور پروپیگنڈوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

اِس تقریر میں حضور نے نظامِ خلافت اور خلیفۂ وقت کے مقام اور اختیارات پر بھی تفصیل سے بحث فرمائی ہے نیز اِس سلسلہ میں اُٹھنے والے بعض اعتراضات اور سوالات کے قرآن وحدیث کی روشنی میں بڑے مدلّل اور مُسکت عقلی ونقلی دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح نظامِ خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی بنیاد آیتِ استخلاف پر رکھتے ہوئے اِس آیت کے مضامین پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور آیت استخلاف پر اُٹھنے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اگلے سال 2008ء میں ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ خلافت جوبلی منانے کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس مناسبت سے ادارہ الفضل انٹرنیشنل یہ اہم خطاب بالاقساط شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ امید ہے کہ احباب اسے پوری توجہ کے ساتھ مطالعہ کر کے مستفید ہوں گے۔ (مدیر)

خلافت کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی ضرورت

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:۔

’’میرا طریق ہے کہ ہر جلسہ سالانہ پر مَیں ایک علمی تقریر کیا کرتا ہوں اِسی کے مطابق مَیں آج ایک اہم موضوع کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور چونکہ یہ جلسہ اس بات میں خصوصیت رکھتا ہے کہ اس کا تعلق ’’خلافت جوبلی‘‘ کے ساتھ ہے اور اس کے مضامین کا تعلق بھی مسئلہ خلافت سے ہی ہے اس لئے مَیں سمجھتا ہوں میری تقریر میں بھی زیادہ تر خلافت کے مختلف پہلوؤں پر ہی بحث ہونی چاہئے۔ ممکن ہے بعض لوگوں کیلئے یہ امر ملالِ طبع کا موجب ہو کہ جو شخص بھی تقریر کیلئے اُٹھتا ہے وہ خلافت کے موضوع پر تقریر کرنا شروع کر دیتا ہے مگر اس موضوع کی اہمیت اور موجودہ جلسہ سالانہ کا اقتضاء یہی ہے کہ اِس مسئلہ کے متعلق عمدگی کے ساتھ تمام قسم کی تفصیلات بیان کر دی جائیں کیونکہ جس طرح انسانی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ اگر اسے کھانے کیلئے مختلف قسم کی چیزیں دی جائیں تو اُسے فائدہ ہوتا ہے اِسی طرح بعض دفعہ ایک ہی چیز بار بار بھی کھانی پڑتی ہے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ ہمارے کھانے پینے کے دن ہیں اور عیدالاضحیہ کے ایام میں تو خصوصیت کے ساتھ گوشت کے سوا اور کوئی غذا ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ حج کے دنوں میں بڑی کثرت سے بکرے وغیرہ ذبح ہوتے ہیں اور اُن کا گوشت جتنا کھایا جا سکتا ہے کھا لیا جاتا ہے اور باقی پھینک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ ایک ہی عنوان پر مختلف رنگوں میں روشنی ڈالنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اس وقت ہمارے سلسلہ کے خلاف دشمنوں کی طرف سے جو منصوبے کئے جا رہے ہیں اور جن جن تدابیر سے وہ احمدیت کے وقار کو ضعف پہنچانا چاہتے ہیں اُن میں سے ایک منصوبہ اور تدبیر یہ ہے کہ ان کی طرف سے متواتر خلافت کی تنقیص کی کوشش کی جاتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اگر کسی کے دل میں شیطان کو زندہ کیا جا سکے تو اس کے دل میں شیطان کو زندہ کر دیں۔ اسی وجہ سے مَیں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اَب کی دفعہ مَیں خلافت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں تا کہ جو لوگ فائدہ اُٹھانا چاہیں اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور دین سے محبت رکھنے والوں کیلئے یہ تعلیم برکت اور راہنمائی کا موجب ہو جائے۔

خلافت کا مسئلہ اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے

خلافت کا مسئلہ میرے نزدیک اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے بلکہ مَیں سمجھتا ہوں اگر کلمۂ شریفہ کی تفسیر کی جائے تو اس تفسیر میں اس مسئلہ کا مقام سب سے بلند درجہ پر ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمہ طیبہ اسلام کی اساس ہے مگر یہ کلمہ اپنے اندر جو تفصیلات رکھتا ہے اور جن امور کی طرف یہ اشارہ کرتا ہے اُن میں سے سب سے بڑا امر مسئلہ خلافت ہی ہے۔ پس مَیں نے چاہا کہ اس مسئلہ کے متعلق اپنے خیالات جماعت کے سامنے واضح طور پر پیش کر دوں تا کہ مخالفین پر حجت تمام ہو اور لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (الانفال: 43) کا نظارہ نظر آ جائے۔ یعنی جو شخص دلیل سے گھائل ہونے والا ہو اس کے سامنے دلیل کو کھول کر بیان کر دیا جائے اور جس کا ایمان بصیرت پر مبنی ہو اس کے ہاتھ میں ایسی بیّن دلیل آ جائے جس سے اس کا ایمان تازہ ہو جائے۔

اُمّتِ مُسلمہ کا نظام کسی مذہبی مسئلہ کے ساتھ وابستہ کرنے کی ضرورت

سب سے پہلے میں اس سوال کو لیتا ہوں جو مغربی تعلیم کے اثر کے نیچے اُٹھایا جاتا ہے اور وہی ایک اصولی سوال ہے جس پر اس مسئلہ کا انحصار ہے اور وہ یہ ہے کہ نظام بہرحال ایک دُنیوی چیز ہے اور جب کہ نظام ایک دُنیوی چیز ہے دینی چیز نہیں تو اُمّتِ مسلمہ کے نظام کو کسی مذہبی مسئلہ کے ساتھ وابستہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور مذہب کا اس سے کوئی تعلق نہیں پھر اس پر مذہبی نقطۂ نگاہ سے غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دین اُتارا اور ہم نے اسے مان لیا اب اسے اس امر میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں کہ ہم اپنے لئے کونسا نظام تجویز کرتے ہیں۔ یہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی مرضی پر منحصر ہے وہ جس طرح چاہیں اس کا فیصلہ کر لیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ایک خودمختار بادشاہ پر متفق ہو جائیں، چاہیں تو جمہوریت کو پسند کر لیں، چاہیں تو بولشویک اصول کو قبول کر لیں اور چاہیں تو آئینی بادشاہت کے طریق کو اختیار کر لیں کسی ایک اصل کو مذہب کے نام پر رائج کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ مفید ہو سکتا ہے۔ اصل غرض تو دین کو پھیلانا ہے بھلا اس میں پڑنے کی ضرورت کیا ہے کہ وہ نظام کیسا ہو جس کے ماتحت کام کیا جائے۔ موجودہ زمانہ میں نَو تعلیم یافتہ مغرب زدہ نوجوانوں نے اس بحث کو اُٹھایا ہے اور درحقیقت اس کے پیچھے وہ غلط حریّت کی رُوح کام کر رہی ہے جو مختلف خیالاتِ فلاسفہ سے متأثر ہو کر مسلمانوں میں موجودہ زمانہ میں پیدا ہوئی ہے۔ وہ اس سوال کو بار بار اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس رنگ میں مذہب بدنام ہوتا اور نو تعلیم یافتہ طبقہ مذہب سے بدظن ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ مذہب کو اپنی جگہ پر رہنے دو اور سیاست کو اپنی جگہ۔ مغربی اثر کے ماتحت خیالات کی یہ رَو مدت سے چل رہی تھی مگر مسلمانوں میں سے کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ علی الاعلان اس کا اظہار کرے۔ جب تُرکی خلافت تباہ ہوئی اور کمال اتاترک نے خلافت کو منسوخ کر دیا تو عالمِ اسلامی میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا اور پُرانے خیالات کے جو لوگ تھے انہوں نے خلافت کمیٹیاں بنائیں۔ ہندوستان میں بھی کئی خلافت کمیٹیاں بنیں اور لوگوں نے کہا کہ ہم اس رَو کا مقابلہ کریں گے مگر وہ لوگ جن کے دلوں میں یہ شُبہات پیدا ہو چکے تھے کہ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے انہوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک فاتح بادشاہ جس کی لوگوں کے دلوں میں بہت بڑی عزت ہے اُس نے اپنے عمل سے اُن کے خیالات کی تائید کر دی ہے تو وہ اور زیادہ دلیر ہو گئے اور اُن میں سے بعض نے اس کے متعلق رسائل لکھے۔ اس قسم کے رسائل مسلمانوں نے بھی لکھے ہیں، یورپین لوگوں نے بھی لکھے ہیں اور بعض روسیوں نے بھی لکھے ہیں مگر اس خیال کو ایک مدلّل صورت میں ایک مصری عالم علی بن عبدالرزاق نے جو جامعہ ازہر کے علماء میں سے ہیں اور محاکمِ شریعہ کے قاضی ہیں اپنی کتاب ’’اَلْاِسْلَامُ وَ اُصُوْلُ الْحُکْم‘‘ میں پیش کیا ہے اور اس کا محرّک جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں وہ شدید اضطراب ہؤا جو ترکی خلافت کی منسوخی سے عالَمِ اسلامی میں عموماً اور عربی ممالک میں خصوصاً پیدا ہؤا تھا۔

ایک سوال کا جواب

شاید کہا جائے کہ اس بحث کا اس خلافتِ احمدیہ سے کیا تعلق ہے جو اصل بحث میرے مضمون کا ہو سکتا ہے کیونکہ وہ خلافت جو اس کتاب میں زیر بحث ہے خلافتِ سلطنت ہے اور احمدیہ جماعت کو جس خلافت سے تعلق ہے وہ مذہبی خلافت ہے۔ تُرک بادشاہ ہیں اور احمدی بادشاہ نہیں۔ پس تُرکوں کی خلافت کی تائید میں جو دلائل ہونگے وہ اور رنگ کے ہونگے اور ان کی خلافت کی تردید میں جو دلائل ہونگے وہ بھی اور رنگ کے ہونگے۔ بھلا اس خلافت کا خلافتِ احمدیہ سے کیا تعلق ہے جسے کسی قسم کی بادشاہت حاصل نہیں اور جس کی خلافت محض مذہبی رنگ رکھتی ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جس مسئلہ پر بحث کی جاتی ہے ضروری نہیں ہوتا کہ اُس کے صرف اُس پہلو پر روشنی ڈالی جائے جس کے متعلق کوئی سوال کرے بلکہ بسا اوقات اس کے تمام پہلوؤں پر بحث کی جاتی ہے اور یہ کوئی قابلِ اعتراض امر نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم سے کوئی پوچھے کہ وضو میں ہاتھ کس طرح دھوئے جاتے ہیں تو اس کے جواب میں اگر ہم وضو کی تمام تفصیل اس کو بتا دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے مفید ہوگا کیونکہ وہ باقی باتیں بھی سمجھ جائے گا۔ اسی طرح گو احمدیہ جماعت کو جس خلافت سے تعلق ہے وہ مذہبی خلافت ہے لیکن اگر خلافتِ سلطنت کے متعلق بھی بحث کر دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا بلکہ اس مضمون کی تکمیل کیلئے ایسا کرنا ضروری ہوگا۔

سیاست صرف حکومت کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتی

دوسرا جواب یہ ہے کہ درحقیقت سیاست نظام کا دوسرا نام ہے اور یہ سیاست حکومت کے ساتھ بھی تعلق رکھتی ہے اور حکومت کے بغیر بھی سیاست ہوتی ہے۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے کہ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ سیاست صرف حکومت کے ساتھ ہی وابستہ ہوتی ہے حالانکہ بغیر حکومت کے بھی سیاست ہوتی ہے اور بغیر حکومت کے بھی نظام کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تین شخص اکٹھے کہیں سفر پر جانے لگیں تو وہ اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنا لیں تا کہ نماز کے وقت اسے امام بنایا جا سکے اور سفر میں جو جو ضرورتیں پیش آئیں اُن کے بارہ میں اس سے مشورہ لیا جا سکے۔ اب یہ ایک نظام ہے مگر اس کا تعلق حکومت سے نہیں۔ نظام درحقیقت ایک مستقل چیز ہے اگر حکومت شامل ہو تو اس پر بھی حاوی ہوتا ہے اور اگر نہ ہو تو باقی لوگوں کے لئے اُس کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔ پس مسئلہ خلافت ایک اسلامی نظام سے تعلق رکھتا ہے خواہ وہ سلطنت پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔

مذہبی خلافت پر اعتراض

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی ثابت کر دے کہ اسلام نے کوئی خاص نظام پیش نہیں کیا تو اس کی زد خلافتِ سلطنت پر ہی نہیں پڑے گی بلکہ اس خلافت پر بھی پڑے گی جو ہم پیش کرتے ہیں گویا خلافتِ سلطنت

اور خالص مذہبی نظام دونوں یکساں اس کی زد میں آئیں گے۔ پس گو وہ دلائل ترکی خلافت کے خلاف پیش کئے گئے ہیں لیکن چونکہ وہ احمدیہ خلافت پر بھی اسی طرح اثر انداز ہوتے ہیں جس طرح خلافتِ سلطنت پر، اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان دلائل کا جائزہ لیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ اگر اسلام نے کوئی معیّن نظام پیش نہیں کیا تو جس طرح نظامِ سلطنت میں مسلمان آزاد ہونگے اسی طرح خالص نظامِ مذہبی میں بھی وہ آزاد سمجھے جائیں گے اور انہیں اختیار ہوگا کہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں وہ جس طرح چاہیں اور جس شکل میں چاہیں ایک نظام اپنے لئے تجویز کرلیں۔

ابتدائے اسلام میں نظامِ مملکت اور نظامِ دینی کا اجتماع

اس سوال کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں نظامِ مملکت اور نظامِ دینی اکٹھے تھے۔ یعنی مذہب کا نظام تو تھا ہی مگر اس کے ساتھ ہی وہ فوجیں بھی رکھتے تھے، اُن میں قاضی بھی موجود تھے، وہ حدود بھی جاری کرتے تھے، وہ قصاص بھی لیتے تھے، وہ لوگوں کو عہدوں پر بھی مقرر کرتے تھے، وہ وظائف بھی تقسیم کرتے تھے، اِسی طرح نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی ان میں جاری تھی گویا ابتدائے اسلام میں دونوں قسم کے نظام جمع ہو گئے تھے۔ پس اگر کوئی نظام اسلام سے ثابت نہیں تو خلافتِ مذہبی کی ابتداء بھی صرف اس وقت کے مسلمانوں کا ایک وقتی فیصلہ قرار دیا جائے گا اور اس سے آئندہ کیلئے کوئی استدلال کرنا اور سند پکڑنا درست نہ ہوگا۔ اور جب خلافت کا وجود ابتدائے اسلام میں ہی ثابت نہ ہوگا تو بعد میں کسی وقت اس کے وجود کو قائم کرنا کوئی مذہبی مسئلہ نہیں کہلا سکتا۔ پس اگر خلافت کے مسئلہ پر کوئی زد آئے گی تو یہ تو نہیں ہوگا کہ لوگ کہیں گے کہ صرف ترکوں کی خلافت ناجائز ہے بلکہ وہ سِرے سے خلافت کا ہی انکار کردیں گے اور اس طرح ہم پر بھی جو مسئلہ خلافت کے قائل ہیں اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسے اگر ہندوؤں اور عیسائیوں پر کوئی ایسا اعتراض کیا جائے جو اسلام پر بھی وارد ہوتا ہو تو یہ نہیں کہا جا سکے گا کہ اس سے ہندوؤں اور عیسائیوں کو ہی نقصان پہنچتا ہے اسلام کو اس سے کیا ڈر ہے کیونکہ اگر وہی بات اسلام میں بھی پائی جاتی ہے تو ہمارا فرض ہوگا کہ ہم اس اعتراض کا ازالہ کریں کیونکہ اگر لوگ اس کی وجہ سے مذہب سے بدظن ہونگے تو صرف ہندوؤں اور عیسائیوں سے ہی نہیں ہونگے بلکہ مسلمانوں سے بھی ہوں گے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ ہم خلافتِ احمدیہ کے ثبوت کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کی مثال لوگوں کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رسول کریم ﷺ کے بعد خلیفہ ہوئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت کا وجود ضروری ہے۔ اگر وہی خلافت اُڑ جائے تو لازماً خلافتِ احمدیہ بھی باطل ہو جائے گی۔

اس کے ساتھ ایک اور بات بھی یاد رکھنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ اگر اس عقیدہ کو درست تسلیم کر لیا جائے جو علی بن عبدالرزاق نے لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے اور جسے غیر مبائعین بھی پیش کرتے ہیں تو اس سے ایک اور اہم سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ یہ کہ آیا رسولِ کریم ﷺ کے اعمال کا وہ حصہ جو نظام کے قیام سے تعلق رکھتا ہے مذہبی حیثیت رکھتا ہے یا غیر مذہبی۔ کیونکہ جب ہم یہ فیصلہ کردیں کہ اسلام کوئی معیّن نظام پیش نہیں کرتا بلکہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ، اور حضرت علیؓ کی خلافت مسلمانوں کا ایک وقتی فیصلہ تھا اور وہ نظامِ مملکت کے استحکام کیلئے جو کام کرتے تھے وہ محض رسول کریم ﷺ کی نیابت میں کرتے تھے تو طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اعمال جو حکومت اور نظام کے قیام سے تعلق رکھتے تھے وہ محض ضرورتِ زمانہ کے ماتحت آپ سے صادر ہوتے تھے یا اسے کوئی مذہبی تائید بھی حاصل تھی۔ اگر وہ وقتی ضرورت کے ماتحت تھے تو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے آپ کے تتبّع میں جو کچھ بھی کیا ہوگا وقتی ضرورت کے ماتحت کیا ہوگا اور وہ ہمارے لئے حُجت شرعی نہیں ہوگا اور اگر رسول کریم ﷺ کے وہ اعمال جو حکومت اور نظام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مذہبی حیثیت رکھتے تھے تو لازماً ہمیں ان سے سند لینی پڑے گی۔ پس یہ سوال صرف خلفاء تک محدود نہیں رہتا بلکہ رسول کریم ﷺ تک بھی جا پہنچتا ہے کہ اگر نظامِ خلافت کا اصول مذہبی نہیں تو چونکہ یہ نقل ہے رسول کریم ﷺ کے اعمال کی اس لئے ان کے وہ اعمال بھی مذہبی نہیں ہوں گے جو نظام کے قیام سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے لئے ان کی اتباع ضروری نہیں ہوگی جیسے کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق کوئی نہیں کہتا کہ رسول کریم ﷺ نے فلاں قسم کے کپڑے پہنے یا فلاں کھانا کھایا اس لئے لازماً وہی کپڑا پہننا اور وہی کھانا کھانا چاہئے۔ مثلاً کوئی نہیں کہتا کہ رسول کریم ﷺ چونکہ تہہ بند باندھا کرتے تھے اس لئے تم بھی تہہ بند باندھو یا رسول کریم ﷺ چونکہ کھجوریں کھایا کرتے تھے اس لئے تم بھی کھجوریں کھاؤ بلکہ اس سے اصولی رنگ میں ایک نتیجہ اخذ کرلیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ انسان کو سادہ زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اسی طرح اگر رسول کریم ﷺ کے ان اعمال کو جو نظام کے قیام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں شرعی نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ضرورتِ زمانہ کے ماتحت قرار دیا جائے گا تو وہ ہمارے لئے حُجت نہیں ہوں گے اور ہم زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکیں گے کہ عرب میں دشمنوں کی حکومت چونکہ ٹوٹ گئی تھی اور وہ سب آپ کے تابع ہو گئے تھے اس لئے آپ مجبور تھے کہ کوئی نہ کوئی نظام قائم کریں اور چونکہ نظام کے قیام کیلئے کچھ قوانین کی بھی ضرورت تھی اس لئے آپ نے بعض قوانین بھی بنا دیئے اور اس سے آپ کی غرض محض ان لوگوں کی اصلاح تھی۔ یہ غرض نہیں تھی کہ کوئی ایسا نظام قائم کریں جسے ہمیشہ کیلئے مذہبی تائید حاصل ہو جائے۔ غرض اس عقیدہ کو تسلیم کرنے سے یہ امر لازماً تسلیم کرنا پڑے گا کہ خود رسول کریم ﷺ کے اعمال کا وہ حصہ جو نظام کے قیام سے تعلق رکھتا ہے مذہبی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ وہ کام محض ضرورتِ زمانہ کے ماتحت آپ کرتے تھے اسے کوئی مذہبی تائید حاصل نہ تھی اگر مذہبی تائید حاصل ہوتی تو وہ بعد کے لوگوں کیلئے بھی سُنت اور قابلِ عمل قرار پاتے۔ یہ ایک طبعی نتیجہ ہے جو اس عقیدہ سے پیدا ہوتا ہے مگر منکرین خلافت اس طبعی نتیجہ کو ہمیشہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی رکھنے کی کوشش کرتے چلے آئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ کہہ دیا کہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کا وہ حصہ جو سلطنت کے اُمور کے انصرام کے متعلق تھا محض ایک دُنیوی کام تھا اور وقتی ضرورتوں کے ماتحت تھا تو مسلمان اسے برداشت نہیں کریں گے اور وہ کہیں گے کہ تم رسول کریم ﷺ کی ہتک کرتے ہو اسی لئے خلافت کے منکر اس بارہ میں ہمیشہ غیر منطقی طریقہ اختیار کرتے رہے ہیں مگر علی بن عبدالرزاق جو جامعہ ازہر کے شیوخ میں سے ہے اس نے آزادی اور دلیری سے اس موضوع پر بحث کی ہے اور اس وجہ سے قدرتی طور پر وہ اسی نتیجہ پر پہنچا ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یہ عجیب توارد ہؤا کہ ادھر جب اس مضمون پر میں نے نوٹ لکھنے شروع کئے تو لکھتے لکھتے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اگر اس دلیل کو اسی طرح اوپر کی طرف چلایا جائے تو اس کی زد رسول کریم ﷺ پر بھی پڑتی ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ کی زندگی کا یہ حصہ محض ایک دُنیوی کام تھا جسے آپ نے وقتی ضروریات کے ماتحت اختیار کیا۔ غرض پہلے میں اس نتیجہ پر پہنچا بعد میں جب میں نے اس کی کتاب کو پڑھا تو میں نے دیکھا کہ بعینہٖ اس نے یہی استنباط کیا ہؤا ہے اور گو مسلمانوں کے خوف سے اس نے اس کو کھول کر بیان نہیں کیا بلکہ شکر کی گولی میں زہر دینے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی اس کا مطلب خوب واضح ہے کہ قضاء وغیرہ کا انتظام اس وقت ثابت نہیں اور نہ دوسری ضروریات کا جو حکومت کیلئے ضروری ہیں مثلاً میزانیہ وغیرہ۔ پس معلوم ہؤا کہ اُس وقت جو کچھ کیا جاتا تھا صرف وقتی مصالح کے ماتحت کیا جاتا تھا۔

خلافت کے انکار کا ایک خطرناک نتیجہ

حقیقت یہ ہے کہ خلافت کے انکار کرنے کے ساتھ یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت مذہبی نہیں تھی اور خواہ اس خیال کو مسلمانوں کی مخالفت کے ڈر سے کیسے ہی نرم الفاظ میں بیان کیا جائے صرف خلفاء کے نظامِ سلطنت کو ہی مذہبی حیثیت سے نہیں گرانا پڑتا بلکہ رسول کریم ﷺ کی زندگی کے اس حصہ کے متعلق بھی جو امورِ سلطنت کے انصرام کے ساتھ تعلق رکھتا تھا کہنا پڑتا ہے کہ وہ محض ایک دُنیوی کام تھا جسے وقتی ضرورتوں کے ماتحت آپ نے اختیار کیا ورنہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کو مستثنیٰ کرتے ہوئے نظامی حصہ آپ نے لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے اور آپ کی طرف سے اس بات کی کُھلی اجازت ہے کہ اپنی سہولت کے لئے جیسا نظام کوئی چاہے پسند کرے۔ علی بن عبدالرزاق نے اس بات پر بھی بحث کی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اگر رسول کریم ﷺ کو صحیح معنوں میں حکومت حاصل ہوتی تو آپ ہر جگہ جج مقرر کرتے مگر آپ نے ہر جگہ جج مقرر نہیں کئے اسی طرح باقاعدہ میزانیہ وغیرہ بنائے جاتے مگر یہ چیزیں بھی آپ کے عہد میں ثابت نہیں۔ اسی طرح اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اگر امورِ سلطنت کے انصرام میں کوئی حصہ لیا ہے تو وہ وقتی ضرورتوں کے ماتحت لیا ہے جیسے گھر میں کرسی نہیں ہوتی تو انسان فرش پر ہی بیٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح اس وقت چونکہ کوئی حکومت نہیں تھی آپ نے عارضی انتظام قائم کرنے کیلئے بعض قوانین صادر کر دیئے۔ پس آپ کا یہ کام ایک دُنیوی کام تھا اس سے مذہبی رنگ میں کوئی سند نہیں لی جاسکتی۔

غرض اس اصل کو تسلیم کر کے خلفاء کے نظامِ حکومت کو ہی مذہبی حیثیت سے نہیں گرانا پڑتا بلکہ رسول کریم ﷺ کے ان کاموں کو بھی جو نظامِ سلطنت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں دُنیوی کام قرار دینا پڑتا ہے اور تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ بعد کے لوگوں کیلئے سنت اور قابلِ عمل نہیں ہے۔

اس تمہید کے بعد اب میں اصولی طور پر خلافت و نظامِ اسلامی کے مسئلہ کو لیتا ہوں۔

مذہب کی دو قسمیں

میرے نزدیک اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے یہ امر سمجھ لینا ضروری ہے کہ دنیا کے مذاہب دو قسم کے ہیں

(۱) اوّل وہ مذاہب جو مذہب کا دائرہ عمل چند عبادات اور اذکار تک محدود رکھتے ہیں اور امورِ اعمال دُنیوی کو ایک علیحدہ امر قرار دیتے ہیں اور ان میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ وہ کہیں گے نماز یوں پڑھو، روزے یوں رکھو، صدقہ وخیرات یوں کرو، لوگوں کے حقوق یوں بجالاؤ، غرض عبادات اور اذکار کے متعلق وہ احکام بیان کریں گے مگر کوئی ایسا حکم نہیں دیں گے جس کا نظام کے ساتھ تعلق ہو یا اقتصادیات کے ساتھ تعلق ہو یا بَین الاقوامی حالات کے ساتھ تعلق ہو یا لین دین کے معاملات کے ساتھ تعلق ہو یا ورثہ کے ساتھ تعلق ہو۔ وہ ان امور کے متعلق قطعاً کوئی تعلیم نہیں دیں گے۔

مسیحی مذہب میں شریعت کو لعنت قرار دینے کا اصل باعث

اس قسم کے مذاہب میں سے ایک مسیحی مذہب ہے اور اس مذہب میں جو شریعت کو لعنت قرار دینے پر زور دیا گیا ہے اس کی وجہ بھی زیادہ تر یہی ہے کہ وہ افراد کے اعمال کو مذہب کی پابندیوں سے الگ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مذہب کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کہے تم نمازیں پڑھو، تم روزے رکھو، تم حج کرو، تم زکوٰۃ دو، تم عیسیٰ کو خدا سمجھو۔ اسے اس بات سے کیا واسطہ ہے کہ قتل، فساد، چوریوں اور ڈاکوں کے متعلق کیا احکام ہیں یا یہ کہ قومیں آپس میں کس طرح معاہدات کریں، یا اقتصاد کو کس طرح کنٹرول میں رکھا جا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں شریعت کا اِن امور سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر لڑکوں اور لڑکیوں کو ورثہ میں سے حصہ دینے کا سوال ہو تو وہ کہہ دیں گے کہ اس میں شریعت کا کیا دخل ہے یہ ہمارے ملک کی پارلیمنٹ کا کام ہے کہ وہ جس امر میں قوم کا فائدہ دیکھے اسے بطور قانون نافذ کردے۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں اگر ہم فیصلہ کرلیں کہ ہم سود لیں گے چاہے روپیہ کی صورت میں لیں اور چاہے جنس کی صورت میں۔ تو مذہب کو کیا حق ہے کہ وہ یہ کہے کہ روپیہ کے بدلہ میں سودی روپیہ لینا ناجائز ہے۔ غرض وہ مذہب کے اُن احکام سے جو نظام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں شدید نفرت کرتے ہیں اسی لئے

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دنیا میں سلامتی اگر پھیلے گی تو اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے جس میں تقویٰ شرط ہے۔

یہ احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس سلامتی کے پیغام کو ہر طرف پھیلاتا چلا جائے، ہر دل میں یہ بات راسخ کر دے کہ اسلام تشدد کا نہیں بلکہ پیار اور محبت کا علمبردار ہے

ہر گند کا جواب گند سے دینا اپنے اوپر گند ڈالنے والی بات ہے۔

جو اسلام پر استہزاء کرنے سے باز نہیں آتے ان سے خدا تعالیٰ خود نپٹے گا۔ توڑ پھوڑ کرنے یا یہ کہنے سے کہ خودکش حملے جائز ہیں، اسلامی اخلاق کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش ہوگی۔

رشدی کی بدنام زمانہ کتاب اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس کی بیہودہ گوئی کے جواب میں ارشد احمدی صاحب کی کتاب کا تذکرہ اور پڑھے لکھے سنجیدہ طبقہ تک اس کتاب کو پہنچانے کی ہدایت

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 22 / جون 2007ء بمطابق 22 / احسان 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جب دنیا میں ہر جگہ فساد پھیلتا ہے اور سلامتی ہر جگہ سے اٹھتی نظر آتی ہے تو جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی اصلاح کے لئے، اپنے بندوں کو اس فساد سے بچانے کے لئے انبیاء بھیجتا ہے اور جب دنیا سے تقویٰ بالکل اٹھ جاتا ہے اس وقت بھی انبیاء بھیجے جاتے ہیں اور آج سے چودہ سو سال قبل ہم نے دیکھا کہ جب اس زمین پر سے تقویٰ بالکل اٹھ گیا، خشکی اور تری، ہر جگہ پر فساد اپنے عروج پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری شریعت آنحضرت ﷺ پر اتار کر دنیا کو اس فساد سے بچانے کے سامان پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر قرآن کریم نازل فرما کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے اسلوب ہمیں سکھائے۔ جن کو پہلے انبیاء کے ماننے والے یا تو بھول چکے تھے یا ان پہلے انبیاء کو اُن اعلیٰ معیاروں کے احکامات دیئے ہی نہیں گئے تھے۔ اور مشرکین کا جہاں تک سوال ہے وہ تو اپنی جہالت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ تو قرآن کریم نے ہر قسم کے احکامات کے ادا کرنے کے لئے جس اہم ترین نکتہ کی طرف قرآن کریم کے ذریعہ ہمیں توجہ دلائی وہ ہے تقویٰ۔ پس تقویٰ ایک انتہائی اہم چیز ہے جس کا ایک انسان کو اگر فہم و ادراک حاصل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر کاربند ہو سکتا ہے، اس کا پَرتو بن سکتا ہے اور ان کو پھیلانے والا بن سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اہم نکتہ پر توجہ دلاتے ہوئے ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ: ”قرآن شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے۔ اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حِصن حصین ہے۔ ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں۔ (ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پس یہ تقویٰ ہی ہے جو دین کی بنیاد ہے اور جب تک مسلمانوں میں یہ قائم رہا وہ اللہ تعالیٰ کے سلامتی کے پیغام کو دنیا میں پھیلاتے چلے گئے اور سعید روحیں ان میں شامل ہوتی چلی گئیں اور اسلام عرب سے نکل کر ایشیا کے دوسرے ممالک میں بھی پھیل گیا، مشرق بعید میں بھی پھیل گیا، افریقہ نے بھی اس کی برکتوں سے فیض پایا اور یورپ میں بھی اسلام کا جھنڈا لہرایا۔ لیکن جب تقویٰ کی کمی ہوتی گئی، جب سلامتی کی جگہ خودغرضیوں نے لے لی، جب محبت پیار کی جگہ حسد، بغض اور کینہ نے لے لی تو ان انعامات اور برکات سے بھی مسلمان محروم ہوتے چلے گئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنا تقویٰ دلوں میں رکھنے والوں کے لئے مقدر کی ہوئی تھیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بحر و بر کے فسادوں کو دور کرنے کے لئے آخری تعلیم آنحضرت ﷺ پر اتاری۔ آج بھی یہی تعلیم ہے جس نے اندھیروں کو روشنیوں میں بدلنا ہے۔ آج بھی یہی تعلیم ہے جس نے دنیا کے فسادوں کو اپنی سلامتی کے پیغام سے دور کرنا ہے۔ گو کہ وہ لوگ محروم ہو گئے جن کے دلوں سے تقویٰ نکل گیا اور خودغرضیوں اور حسد اور بغض میں بڑھ گئے لیکن خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ جو اللہ تعالیٰ کے آخری شرعی نبی تھے سے کئے گئے اس وعدے کو کہ اسلام نے ہی تمام ادیان پر غالب آنا ہے واپس نہیں لے لیا۔ محروم اگر ہوئے تو تقویٰ سے عاری لوگ ہوئے نہ کہ دین اسلام میں کسی قسم کی کمی ہوئی۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اور اس کی ترقی کے لئے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو کھڑا کیا ہے۔ آج مسلمانوں کی اس کھوئی ہوئی میراث کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں نے اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اور اپنے دلوں کو تقویٰ سے پُر کرتے ہوئے واپس لانا ہے۔

پس یہ احمدی کی ذمہ داری ہے کہ اس سلامتی کے پیغام کو ہر طرف پھیلاتا چلا جائے۔ ہر دل میں یہ بات راسخ کر دے کہ اسلام تشدد کا نہیں بلکہ پیار اور محبت کا علمبردار ہے۔ ہر سطح پر اسلام کی تعلیم امن اور سلامتی کو قائم رکھنے کی تعلیم ہے۔ اسلام نے قوموں اور ملکوں کی سطح پر بھی امن اور سلامتی قائم کرنے کے لئے جو خوبصورت تعلیم دی ہے اس کا مقابلہ نہ کوئی انسانی سوچ کر سکتی ہے اور نہ کوئی مذہب کر سکتا ہے۔ اس خوبصورت تعلیم پر عمل سے ہی دنیا کا امن اور سلامتی قائم ہو سکتے ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد بھی دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے قوموں کی ایک تنظیم اقوام متحدہ کے نام سے ابھری لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا بھی حشر وہی ہوا اور ہو رہا ہے جو اس سے پہلے قائم کردہ تنظیم کا تھا۔ اس میں بڑے دماغوں نے مل کر بڑی منصوبہ بندی کی اور بڑی منصوبہ بندی سے یہ تنظیم بنائی۔ اس میں کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ سلامتی کونسل بنائی گئی تا کہ دنیا کا امن اور سکون قائم رکھا جائے، جھگڑوں کو نپٹایا

جائے۔معاشی حالات کے جائزے کے لئے کہ یہ بھی فسادوں کی ایک وجہ بنتی ہے،اس میں ایک کونسل بنائی گئی۔عدالت انصاف قائم کی گئی۔لیکن اس کے باوجود آج جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔اس سب ناکامی کی وجہ تقویٰ کی کمی ہے۔اس میں بعض قوموں نے اپنے آپ کو دولت کا معیار رکھتے ہوئے، یا عقل کا معیار رکھتے ہوئے، یا طاقت کا معیار رکھتے ہوئے، یا علم کا معیار رکھتے ہوئے،تکبر کی وجہ سے یا اپنے آپ کو سب سے زیادہ امن وسلامتی کا علمبردار سمجھتے ہوئے باقی قوموں سے بالا رکھا ہوا ہے۔ مستقل نمائندگی اور غیر مستقل نمائندگی کے معیار قائم کئے ہوئے ہیں جو کبھی انصاف قائم نہیں کر سکتے۔بغیر روحانی آنکھ کے، اللہ تعالیٰ کی مدد اور تقویٰ کے نہ ہونے کی وجہ سے جب کسی ایک طاقت کو اکثریتی فیصلہ پر قلم پھیرنے کا اختیار ہوگا تو یہ اختیار سلامتی پھیلانے والا نہیں ہو سکتا۔پس دنیا میں سلامتی اگر پھیلے گی تو اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دی ہے جس میں تقویٰ شرط ہے۔جس کی چند مثالیں اب میں یہاں پیش کرتا ہوں۔

تمام قوموں کے بحیثیت انسان ہونے کے بارے میں قرآن کریم ہمیں تعلیم دیتا ہے۔فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات:14) کہ اے لوگو یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا ہے اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔

تو یہ ہے اسلامی بھائی چارے کی تعلیم۔اسلامی بھائی چارے کے قیام اور سلامتی کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ کا حکم۔ایک مومن کو جس میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے،اس بھائی چارے کی تعلیم کو اپنے اوپر مکمل طور پر لاگو کرنے اور دنیا میں پھیلانے کے لئے یہ حکم دیا گیا ہے۔یہی وہ حکم ہے جس سے دنیا میں ایک دوسرے سے پیار محبت اور ایک دوسرے سے برادری کا تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ورنہ جتنی چاہیں یہ سلامتی کونسلیں بنالیں وہ قوموں کی بے چینی اس لئے دور نہیں کر سکتیں کہ طاقتوروں نے اپنے اختیارات دوسروں سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں۔پس دنیا کی سلامتی کی ضمانت اسی وقت دی جا سکتی ہے، دنیا کی بے چینی اسی وقت دور کی جا سکتی ہے جب قومی برتری کے جھوٹے اور ظالمانہ تصور کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بے چینی اس وقت تک دور نہیں ہو سکتی جب تک نسلی اور قومی برتری کے تکبر دل و دماغ سے نہیں نکلتے۔دنیا میں سلامتی اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک یہ نسل،قوم اور ملک کی برتری کا احساس رکھنے والوں اور حکومتوں کے دماغوں میں یہ بات راسخ نہیں ہو جاتی کہ ہم آدم کی اولاد ہیں اور ہمارا وجود بھی قانون قدرت کے تحت مرد اور عوت کے ملاپ کا نتیجہ ہے اور ہم بحیثیت انسان خدا کی نظر میں برابر ہیں۔اللہ کی نظر میں اگر کوئی اعلیٰ ہے تو تقویٰ کی بنا پر اور تقویٰ کا معیار کس کا اعلیٰ ہے یہ صرف خدا کو پتہ ہے۔کوئی اپنے تقویٰ کے معیار کو خود Judge کرنے والا نہیں ہے۔خود اس معیار کو دیکھنے والا نہیں ہے، پرکھنے والا نہیں ہے۔پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری حیثیت،تمہارا دوسرے انسان سے اعلیٰ اور برتر ہونا اس کا کوئی تعلق نہ تمہاری نسل سے ہے نہ تمہاری قوم سے، نہ تمہارے رنگ سے ہے، نہ تمہاری دولت سے ہے، نہ تمہارے اپنے معاشرے میں اعلیٰ مقام سے ہے۔نہ کسی قوم کا اعلیٰ ہونا، کمزور لوگوں پر اس کے حکومت کرنے سے ہے۔دنیا کی نظر میں تو ان دنیاوی طاقتوں اور حکومتوں کا مقام ہوگا لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں نہیں۔اور جو چیز خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل قبول نہ ہو وہ بظاہر ان نیک مقاصد کے حصول میں ہی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کے لئے وہ استعمال کی جا رہی ہے۔اسلام کہتا ہے کہ تمام انسان جو ہیں ایک خاندان ہیں اور جب ایک خاندان بن کر رہیں گے تو پھر اس طرح ایک دوسرے کی سلامتی کا بھی خیال رکھیں گے جس طرح ایک خاندان کے افراد، ایسے خاندان کے افراد جن میں آپس میں پیار و محبت ہو وہ رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قبیلوں اور قوموں کا صرف یہ تصور دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔یہ پاکستانی ہے، یہ انگریز ہے، یہ جرمن ہے، یہ افریقن ہے۔ورنہ بحیثیت انسان تم انسان ہو۔اور جو امیر کے جذبات ہیں، وہی غریب کے جذبات ہیں۔جو یورپین کے جذبات ہیں، وہی افریقن کے جذبات ہیں۔جو مشرق کے رہنے والوں کے جذبات ہیں وہی مغرب کے رہنے والوں کے جذبات ہیں۔پس ایک دسرے کے جذبات کا خیال رکھو۔اگر جذبات کا خیال رکھو گے تو سلامتی میں رہو گے۔پس ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیت رکھی ہیں، ہر قوم کی اپنی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں،ان سے فائدہ اٹھاؤ تاکہ دائمی پیار و محبت کو قائم رکھ سکو۔

پس اسلام کے نزدیک پائیدار سلامتی کے لئے یہی معیار ہے ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا جتنی بھی سلامتی کونسلیں بن جائیں، جتنی بھی تنظیمیں بن جائیں وہ کبھی بھی پائیدار امن وسلامتی قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔اور یہ قرآنی تعلیم پہلے صرف تعلیم کی حد تک ہی نہیں رہی بلکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کیا۔غریبوں سے لاڈ کیا، غلاموں سے پیار کیا، محروموں کو ان کے حق دلوائے،ان کو معاشرے میں مقام دلوایا۔حضرت بلالؓ جو ایک افریقن غلام تھے وہ آزاد کروا دیئے گئے تھے۔لیکن اس وقت کوئی قومی حیثیت ان کی معاشرے میں نہیں تھی۔لیکن آنحضرت ﷺ کے سلوک نے ان کو وہ مقام عطا فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے بھی ان کو سیدنا بلال کے نام سے پکارا۔پس یہ ہیں سلامتی کے معیار قائم کرنے کے طریق۔

پھر حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے کھول کر بیان فرما دیا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اس لئے نہ عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت ہے نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت ہے۔اسی طرح رنگ نسل بھی تمہاری بڑائی کا ذریعہ نہیں ہیں۔ پس یہ خوبصورت معاشرہ تھا جو آنحضرت ﷺ نے پیدا کیا اور یہی معاشرہ ہے جو آج مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت نے آنحضرت ﷺ کے حکم کے تحت قائم کرنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بین الاقوامی سلامتی کے لئے حکم دیا ہے جو کہ ان لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے بھی کافی ہے(ان کے لئے تسلی بخش جواب ہونا چاہئے) جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا اور تشدد کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ اس کے الٹ اللہ تعالیٰ تو یہ حکم دیتا ہے کہ جو تمہیں تنگ نہیں کر رہے، جو تم سے جنگ نہیں کر رہے(بعض احکامات کے ماتحت جنگ کی مجبوری بھی تھی۔وہ تفصیل تو یہاں بیان نہیں ہو سکتی) جنہوں نے تمہارے خلاف تلوار نہیں اٹھائی تو نہ صرف یہ کہ ان سے کسی قسم کی سختی نہیں کرنی بلکہ ان سے نیکی کرو، ان پر احسان کرو،ان کے معاملات میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کرو۔چاہے وہ عیسائی ہے یا یہودی ہے یا کوئی بھی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:''بے شک ان پر احسان کرو،ان سے ہمدردی کرو انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے''۔(نورالقرآن،روحانی خزائن جلد9 نمبر2 صفحہ435) یہ قرآن کریم کے اس حکم کے تحت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الممتحنہ:9) اللہ تمہیں اس سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم ان سے نیکی کرو اور ان کے ساتھ انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

تو اس میں اس حکم کی طرف ہی اشارہ ہے جو دوسری جگہ ہے کہ اگر فساد کو روکنے کے لئے تمہیں تلوار اٹھانی پڑے تو اٹھا سکتے ہو۔ایسے لوگ جو فتنہ اور فساد پیدا کرنے والے ہیں جنہوں نے تمہارے خلاف تلوار اٹھائی ہے ان کے خلاف ایک قوم اور حکومت کی حیثیت سے اعلان جنگ کر سکتے ہو۔لیکن اس اجازت سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا۔جو تمہارے سے ٹکر نہیں لے رہا، جو تمہیں تنگ نہیں کر رہا، جو تمہارے سے جنگ نہیں کر رہا، جو تمہیں ختم کرنے کے درپے نہیں ہے،تو تمہارا یہ فرض بنتا ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ان سے نیکی کرو، حسن سلوک سے پیش آؤ۔اور یہی بات ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کا محبوب بنائے گی۔اعلان جنگ ہے یا اعلان بیزاری صرف اُن کے ساتھ ہے جن کا دنیا میں فساد کے علاوہ کوئی کام نہیں۔پس ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے اور محبت بڑھانے کی اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا۔لیکن جو امن میں رہ رہے ہیں ان کو بلاوجہ ان کا امن برباد کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔یہاں بھی واضح ہونا چاہئے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق اعلان جنگ کرنا یا ردّعمل کا اظہار کرنا حکومتوں کا کام ہے۔ہر شخص جو چھوٹے بڑے گروپ کا ہے اگر اس طرح کرنے لگے تو اپنے ملک میں اپنی حکومتوں کے اندر ایک فساد کی صورت پیدا ہو جائے گی۔اور بدقسمتی سے یہی چیز ہے جو آج کل مختلف ملکوں میں،مسلمانوں میں جو شدت پسند بنے ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہو رہی ہے۔اپنے ملکوں میں فساد پیدا کیا ہوا ہے جس سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے جو بین الاقوامی سلامتی اور بین المذاہب تعلقات کے لئے بڑا اہم ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (انعام:109) اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

SHAHEEN REISEN

Authorised Travel Agent in Germany

یورپ سے انگلستان کے لئے سفر کرنے والے کرم فرماؤں کے لئے خوشخبری

جلسہ سالانہ UK کے مبارک موقع پر FERRY کی ٹکٹ انتہائی مناسب قیمت پر بکنگ جاری ہے۔

اس سنہری موقع پر E-MAIL کے ذریعہ فیری بک کروانے پر مزید 10% خصوصی رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔

نیز اس کے علاوہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے لئے اسپیشل آرام دہ BUS کی سروس محدود سیٹیں

DARMSTADT سے روانگی۔ 25 جولائی 2007ء - LONDON سے واپسی۔30 جولائی 2007ء

مزید معلومات کے لئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔شکریہ

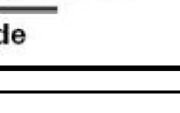

Tel.: 06151 – 36 88 525

E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de

اسی طرح ہم نے ہر قوم کو ان کے کام خوبصورت بنا کر دکھائے ہیں۔ پھر اُن کے ربّ کی طرف اُن کو لوٹ کر جانا ہے تب وہ ان کو اس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس قدر ہمیں طریقِ ادب اور اخلاق کا سبق سکھلایا ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ لَا تَسُبُّوْا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام جزو نمبر7) یعنی تم مشرکوں کے بتوں کو بھی گالی مت دو کہ وہ پھر تمہارے خدا کو گالیاں دیں گے کیونکہ وہ اس خدا کو جانتے نہیں۔ اب دیکھو کہ باوجودیکہ خدا کی تعلیم کی رو سے بُت کچھ چیز نہیں ہیں مگر پھر خدا مسلمانوں کو یہ اخلاق سکھلاتا ہے کہ بتوں کی بدگوئی سے بھی اپنی زبان بند رکھو اور صرف نرمی سے سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مشتعل ہو کر خدا کو گالیاں نکالیں اور ان گالیوں کے تم باعث ٹھہر جاؤ‘‘۔ (پیغام صلح۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 460-461)

تو یہ ہے معاشرے میں، دنیا میں امن وسلامتی قائم رکھنے کے لئے اسلام کا حکم۔ ہر گند کا جواب گند سے دینا اپنے اوپر گند ڈالنے والی بات ہے۔ مخالف اگر کوئی بات کہتا ہے اور تم جواب میں اُن کو اُن کے بتوں کے حوالے سے جواب دیتے ہو تو وہ جواب میں خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ انتہائی مثال دے کر مسلمانوں کو سمجھا دیا کہ جب بھی بات کرو تمہارے کلام میں حکمت کا پہلو ہونا چاہئے۔ یہ بھی نہیں کہ بزدلی دکھاؤ اور مداہنت کا اظہار کرو۔ لیکن مَوْعِظَۃُ الْحَسَنَہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ اس حکم کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ایک انتہائی مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ سمجھا دیا کہ تمہارے غلط ردّعمل سے غیر مسلم خدا تک بھی پہنچ سکتے ہیں اور ایک مسلمان کو خدا کی غیرت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ پھر تمہیں تکلیف ہوگی اور اپنے غلط الفاظ کے استعمال کی وجہ سے خدا کو گالیاں نکلوانے کے پھر تم ذمہ دار ہو گے۔ اسی طرح دوسروں کے بزرگوں کو، بڑوں کو، لیڈروں کو جب تم برا بھلا کہو گے تو وہ بھی اس طرح بڑھ سکتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں کو گالیاں مت دو۔ تو کسی نے سوال کیا کہ ماں باپ کو کون گالیاں نکالتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی کے باپ کو برا بھلا کہو گے تو وہ تمہارے باپ کو گالی نکالے گا اور یہ اسی طرح ہے جس طرح تم نے خود اپنے باپ کو گالی نکالی۔ تو یہ سلامتی پھیلانے کے لئے اسلامی تعلیم ہے کہ شرک جو خدا تعالیٰ کو انتہائی ناپسندیدہ ہے جس کی سزا بھی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں معاف نہیں کروں گا ان شرک کرنے والوں کے متعلق بھی فرمایا کہ ان سے اخلاق کے دائرہ میں رہ کر بات کرو۔ تمہارے لئے یہی حکم ہے کہ تمہارے اخلاق ایسے ہونے چاہئیں جو ایک مسلمان کی صحیح تصویر پیش کرتے ہیں۔

پس آج مسلمان کا کام ہے کہ اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کرے۔ باقی رہا یہ کہ جو اسلام پر استہزاء کرنے سے باز نہیں آتے ان سے کس طرح نپٹا جائے۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ ایسے لوگوں کی بدقسمتی نے ان کے فعل ان کو خوبصورت کرکے دکھائے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں اور ان لوگوں نے آخر پھر اس زندگی کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور جب وہ خدا تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو خدا تعالیٰ انہیں آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ پھر ان سے وہ سلوک کرے گا جس کے وہ حقدار ہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ۔ مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبٍ۔ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰہُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ (سورۃ ق:25-26) یعنی اے نگرانو! اور اے گروہو!! تم دونوں سخت ناشکری کرنے والے اور حق کے سخت معاند کو جہنم میں جھونک دو۔ ہر اچھی بات سے روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے اور شک میں مبتلا کرنے والے کو۔ وہ جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا کوئی معبود بنا رکھا تھا۔ پس تم دونوں اسے سخت عذاب میں جھونک دو۔

تو یہ اللہ تعالیٰ ان داروغوں کو فرمائے گا۔ اگلے جہان میں ان سے یہ سلوک فرمائے گا۔ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اس بارے میں ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

آج کل رشدی کے بارے میں بڑا شور ہے۔ اس قسم کے جو لامذہب ہوتے ہیں ان کا بھی کوئی نہ کوئی معبود ہوتا ہے۔ یا دنیا کی تنظیمیں یا دنیا کے کوئی بڑے آدمی، یا دنیا کی حکومتوں کو انہوں نے اپنا معبود بنایا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے انتظام کیا ہوا ہے۔ ہمارے توڑ پھوڑ کرنے یا یہ کہنے سے کہ خود کش حملے جائز ہیں اور یہ ردّعمل ہونا چاہئے۔ اس طرح کی باتیں کرنے سے اسلامی اخلاق کی غلط تصویر دنیا کے سامنے پیش ہوگی اور اس غلط تصویر پیش کرنے کے علاوہ ہم کچھ نہیں حاصل کر رہے ہوتے۔ یا توڑ پھوڑ سے اپنا نقصان کر رہے ہوتے ہیں۔ جو بکواس اس نے اسلام کے خلاف یا آنحضرت ﷺ کے خلاف کی ہے بلکہ فرشتوں اور خدا کے خلاف بھی تھی۔ تو وہ سالوں پہلے کی ہے۔ اس کی فطرت ہے کرتا چلا جا رہا ہے۔ اب اگر اس کی حرکتوں پر یا جس وجہ سے بھی کوئی حکومت مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہ رکھتے ہوئے اُسے کوئی بھی ایوارڈ دیتی ہے یا خطاب دیتی ہے تو ان سب کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خود مَیں ان سے نپٹوں گا۔ دوسرے یہ کہ یہ نہیں ہے کہ یورپ میں بالکل ہی شرافت نہیں رہی اور یہاں یورپ میں مغرب میں شرفاء نہیں رہے۔ بے شمار لوگوں نے یہاں بھی، انگلستان میں بھی اس پر اعتراض کیا ہے۔ ممبرز آف پارلیمنٹ نے بھی اعتراض کیا ہے کہ اس حرکت کا (جو یہ نائٹ ہڈ کا خطاب دیا گیا ہے) اس کا سوائے دنیا کے سلامتی وامن برباد کرنے کے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کوئی مقصد اس سے حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب اس نے آج سے دس بارہ سال پہلے یہ کتاب لکھی تھی بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اس سے یہ کتاب لکھوائی گئی تھی کیونکہ اب تو ثابت ہو رہا ہے کہ یہ لکھوائی گئی تھی تو اس پر بھی یہاں کے بعض تبصرہ نگاروں نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ یہ اب ثابت شدہ ہے کہ اس کے پیچھے کسی کا ہاتھ ہے۔ یہ اکیلا نہیں ہے۔ اور اسلام کے خلاف ایک بڑی زبردست سازش ہے کہ اسلام کے خلاف مزید ردّعمل ظاہر کرنے کے لئے اس طرح بھڑکاؤ اور پھر اس موقع سے مزید فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس کا موقع مسلمان دے رہے ہیں۔ دو چار جلوس نکالنے سے اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ جتنی بڑی سازش ہے یہ جھنڈے جلانے، تصویریں جلانے، پتلے جلانے یا جلوس نکالنے سے یہ سازش ختم نہیں ہو جائے گی۔ ان چیزوں سے تو جو مقصد یہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل کریں گے۔ ان کے موقف کی مزید تائید ہوگی کہ اسلام ایسا ہی مذہب ہے۔ تو بہرحال ایسی حرکتوں کا حقیقی ردّعمل مسلمانوں میں پیدا ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کو پہلے سے بڑھ کر اپنے اوپر لاگو کریں تاکہ دنیا کے منہ خود بخود بند ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں جس سے آپؐ کی اُمّت روحانیت میں بھی ترقی کرنے والی ہو۔ آپؐ کے اسوہ کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ لیکن یہ کام آج اگر کوئی کر سکتا ہے تو احمدی کر سکتا ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو مانا ہے۔ آج اگر معترضین کے جواب دے سکتے ہیں تو احمدی دے سکتے ہیں۔ آج اگر اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو دکھا سکتے ہیں تو احمدی دکھا سکتے ہیں۔ پس آج احمدی کا فرض ہے کہ پہلے سے بڑھ کر اس بارے میں کوشش کرے، پہلے سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ پر درود بھیجے۔ جب رشدی نے بدنام زمانہ کتاب لکھی تھی اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ارشد احمدی صاحب سے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھوائی تھی۔ جس کا نام تھا Rushdi-Haunted by his unholy ghost۔ اب سٹاک میں نہیں تھی یا تھی تو بہت تھوڑی۔ مزید کچھ تبدیلیاں بھی ہونی تھیں ایک باب کا جو مزید اضافہ ہے جس کے بارے میں کچھ ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دی تھیں ان کو سمجھا گئے تھے تو مَیں نے انہیں کہا تھا کہ اس کو دوبارہ شائع کریں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک پبلشنگ کمپنی نے نام تو مجھے یاد نہیں رہا بہرحال اس نے اس کو شائع کیا تھا جو خود ہی اس کی مارکیٹنگ بھی کر رہے ہیں اور جماعت بھی اب اس کو شائع کر رہی ہے۔ اب جلد انشاء اللہ آ جائے گی۔ اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ پڑھے لکھے طبقے اور سنجیدہ طبقے کو دینی چاہئے تاکہ دنیا کے سامنے حقیقت بھی آئے۔ تو یہ ہے خدمت جس سے اسلام کے اعلیٰ اخلاق کا بھی پتہ چلے گا اور دنیا کے فساد دور کرنے کے حقیقی راستوں کا بھی علم ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ دنیا کی سلامتی کا دارومدار انصاف پر ہے اور انصاف کا معیار تمہارا کتنا بلند ہو، اس بارہ میں فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ المائدۃ آیت 9) کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے......‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی۔ ....مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا، یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے''۔ یہ تو آسان ہے کہ دشمن سے آدمی بیٹھ کر آرام سے بات کرلے لیکن یہ کہ دشمن کو بالکل بھول جانا اور پھر اس سے انصاف کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ بہت دل گردے کا کام ہے..........''۔

فرماتے ہیں کہ ''پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا۔ کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے''۔(نورالقرآن ۔روحانی خزائن جلد نمبر 9 نمبر 2 صفحہ109-410)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ محبت کرو بلکہ فرمایا کہ تمہارا محبت کا یہ معیار ہونا چاہئے کہ دشمن سے جو اپنی دشمنی کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ اس انتہاء کو، اس مثال کو سامنے رکھیں جو مکّہ والوں نے مسلمانوں سے کی، آنحضرت ﷺ سے کی، قتل کئے، ظلم کئے، لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ ایسے لوگوں سے بھی انصاف کرنا۔ اس سے پھر محبت بڑھتی ہے اور یہ ہے وہ سلامتی کا پیغام جو دنیا کو حقیقت میں سلامتی پہنچانے والا بن سکتا ہے۔

تو یہی ہے اسلام کی سچی تعلیم اور اس کے معیار۔ جب سچی محبت ہوگی، انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے تو سلامتی کا پیغام بھی پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ بھی یہی تھا جس نے فتح مکّہ کے موقع پر کفّار کے بڑے بڑے سرداروں کو اسلام کی آغوش میں لا ڈالا۔ آپؐ کا یہ اُسوہ دشمنوں کے لئے سلامتی کی پناہ گاہ بن گیا۔ لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کا جو اعلان تھا وہ اس موقع پر اور ہمیشہ سلامتی کی خوشبو بکھیرتا چلا گیا۔ تو یہ ہے وہ معراج جس سے دنیا کی سلامتی وابستہ ہے۔ ورنہ دنیا کی جتنی بھی بڑی سے بڑی انصاف پسند حکومتیں ہیں وہ سازشیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنتی رہیں گی۔ وہ ایسی تنظیموں کے حکموں پر چلتی رہیں گی جن کے ہاتھ میں دنیا کی معیشت کی چابی ہے۔ جو ظاہراً تو دنیا کی سلامتی کی دعویدار ہیں لیکن عملاً بحر و بر میں، خشکی و تری میں فساد بپا کئے ہوئے ہیں۔

تو اس ضمن میں قرآن کریم کے یہ چند احکامات تھے جو مَیں نے بیان کئے جن سے اس خوبصورت تعلیم کی عکاسی ہوتی ہے۔ اللہ کرے وہ دن جلد آئیں جب دنیا میں اسلام کی حقیقی تصویر دکھانے والی حکومتیں بھی قائم ہوں۔ ایسے مسلمان حکمران آئیں جو آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور امام الزمان کی ڈھال کے پیچھے آ کر اسلام کی سلامتی کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں جاری کرنے میں مددگار ہوں۔ تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں۔ اس بات کے حصول کے لئے آج احمدی کا کام ہے کہ دعاؤں میں لگ جائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول کرے اور اس دنیا کو پیار، محبت اور سلامتی کا گہوارہ بنا دے اور اللہ کرے ہر ایک کا ایک ہی معبود ہو۔ جو خدائے واحد و یگانہ ہے۔

بقیہ: خلافت راشدہ از صفحہ نمبر 4

انہوں نے شریعت کو لعنت قرار دے لیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ روزہ رکھنا لعنت ہے۔ اگر روزہ رکھنا لعنت کا موجب ہوتا تو انجیل کے پُرانے ایڈیشنوں میں یہ کس طرح لکھا ہوتا کہ:-

''اس طرح کے دیو بغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے''۔(متی باب 17 آیت21۔ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور۔1870ء)

اور کیا ممکن ہے کہ ایک طرف تو انجیلوں میں اس قسم کے الفاظ آتے اور دوسری طرف یہ کہا جاتا کہ شریعت لعنت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب عیسائیوں نے یہ کہا کہ شریعت لعنت ہے تو اس کے معنی یہی تھے کہ شریعت کا نظامِ قومی کو معیّن کر دینا لعنت ہے اور مذہب کو امورِ دُنیوی کے متعلق کوئی حکم دینے کا اختیار نہیں بلکہ ان امور کے متعلق ضرورت کے مطابق ہر قوم خود اپنے لئے قوانین تجویز کرسکتی ہے۔ اس طرح انہوں نے موسوی شریعت کی ان پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد کرلیا جو امورِ سلطنت میں اس نے لگائی تھیں۔ بیشک حضرت مسیح علیہ السلام نے جب یہ فقرہ کہا (بشرطیکہ ان کی طرف اسے منسوب کیا جا سکے) تو ان کا مطلب یہ نہیں تھا بلکہ ان کا مطلب صرف یہ تھا کہ یہود نے جو شریعت کے ظاہری احکام کو اس قدر اہمیت دے دی ہے کہ باطن اور روحانیت کو انہوں نے بالکل بُھلا دیا ہے یہ امر ان کے لئے ایک لعنت بن گیا ہے اور اس نے انہیں حقیقت سے کوسوں دور پھینک دیا ہے۔ لیکن جب مسیحیت روما میں پھیلی تو چونکہ وہ لوگ اپنے قومی دستور کو ترک کرنے کیلئے تیار نہیں تھے اور سمجھتے تھے کہ رومن لاء سے بہتر اور کوئی لاء نہیں بلکہ آج تک رومن لاء سے ہی یورپین حکومتیں فائدہ اُٹھاتی چلی آئی ہیں اس لئے وہاں کے لوگ جو بڑے متمدّن اور قانون دان تھے انہوں نے خیال کیا کہ دُنیا میں ہم سے بہتر کوئی قانون نہیں بنا سکتا۔ ادھر انہوں نے دیکھا کہ عیسائی مذہب کی تعلیم بڑی اچھی ہے خدا تعالیٰ کی محبت کے متعلق، معجزات اور نشانات کے متعلق، دعاؤں کے متعلق، مسیح کی قربانیوں کے متعلق جب انہوں نے عیسائیت کی تعلیمات کو دیکھا تو ان کے دل عیسائی مذہب کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے اقرار کیا کہ یہ مذہب واقع میں اس قابل ہے کہ اسے قبول کرلیا جائے۔ مگر دوسری طرف وہ یہ امر بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ یہودی شریعت کو جس کو وہ رومن لاء کے مقابلہ میں بہت ادنیٰ سمجھتے تھے اپنے اندر جاری کریں۔ پس وہ ایک عجیب مخمصے میں مبتلا ہو گئے۔ ایک طرف عیسائیت کی دلکش تعلیم انہیں اپنی طرف کھینچتی تھی اور دوسری طرف رومن لاء کی برتری اور فوقیت کا احساس انہیں یہودی شریعت کے آگے اپنا سر جُھکانے نہیں دیتا تھا۔ وہ اسی شش و پنج میں تھے کہ ان کی نگاہ عہدِ جدید کے اِن فقرات پر پڑی کہ:-

''جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں''۔

(گلتیوں باب 3 آیت 10 برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور1922ء)

اور یہ کہ:-

''مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چُھڑایا۔

(گلتیوں باب 3 آیت 13 برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور1922ء)

یہ حضرت مسیح کے الفاظ نہیں بلکہ پولوس کے الفاظ ہیں۔ مگر انہیں ایک بہانہ ہاتھ آ گیا اور انہوں نے اِن فقرات کے معنی وسیع کر کے یہ فیصلہ کرلیا کہ مذہب کو امورِ دُنیوی کے متعلق کچھ حکم دینے کا اختیار نہیں بلکہ اِن امور کے متعلق ضرورت کے مطابق ہر قوم اپنے لئے خود قوانین تجویز کرسکتی ہے۔ حضرت مسیح کا (اگر بِالفرض انہوں نے کبھی یہ فقرہ کہا ہو) یا آپ کے حواریوں کا تو صرف یہ مطلب تھا کہ یہود صرف ظاہری احکام پر زور دیتے ہیں روحانیت کو انہوں نے بالکل بُھلا رکھا ہے اور یہ امر اُن کے لئے لعنت کا موجب ہے۔ وہ بے شک ظاہری طور پر نماز پڑھ لیتے ہیں مگر ان کے دل میں کوئی خشیت، کوئی محبت اور خدا تعالیٰ کی طرف کوئی توجہ پیدا نہیں ہوتی اور یہ نماز ان کیلئے لعنت ہے۔ وہ ظاہری طور پر صدقہ و خیرات کرتے وقت بکرے بھی ذبح کرتے ہیں مگر کبھی انہوں نے اپنے نفس کے بکرے کو ذبح نہیں کیا اور اس طرح صدقہ و خیرات بھی ان کے لئے لعنت ہے۔ وہ عبادت میں خدا تعالیٰ کے سامنے ظاہری رنگ میں اپنا سر تو بے شک جُھکاتے ہیں مگر ان کے دل کبھی خدا کے آگے نہیں جُھکتے اس وجہ سے ان کی عبادت بھی ان کے لئے لعنت ہے۔ وہ بیشک زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس طرح اپنے مال کی خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرتے ہیں مگر کبھی اپنے باطل افکار کی قربانی اپنے لئے گوارا نہیں کرتے اور اس وجہ سے زکوٰۃ بھی ان کے لئے لعنت کا موجب ہے۔ غرض یہود نے چونکہ ظاہر پر زور دے رکھا تھا اور باطنی اصلاح کو انہوں نے بالکل فراموش کر دیا تھا اس لئے حضرت مسیح یا ان کے حواریوں کو یہ کہنا پڑا کہ صرف ظاہر شریعت پر عمل کرنا اور باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہونا ایک لعنت ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ شریعت لعنت ہے بلکہ یہ معنی تھے کہ ظاہر شریعت پر عمل کرنا اور باطنی اصلاح کی طرف تمہارا توجہ نہ کرنا تمہارے لئے لعنت کا باعث ہے۔ مگر رومیوں کو ایک بہانہ مل گیا اور انہوں نے کہا اس فقرہ کے یہ معنی ہیں کہ نماز روزہ وغیرہ احکام میں تو مذہب کی اطاعت کی جائے مگر امورِ دُنیوی میں اس کی اطاعت نہ کی جائے اور نہ اسے اِن امور کے متعلق احکام دینے کا کوئی اختیار رہے۔ یہ ہماری اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ ہم اپنے لئے جو قانون چاہیں تجویز کرلیں۔ اسی لئے جو رومی عیسائی مذہب اور شریعت کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ لعنت ہے وہ خود ایک قانون بنا کر لوگوں کو اس کے ماتحت چلنے پر مجبور کرتے ہیں اگر محض کسی قانون کا ہونا لعنت ہوتا تو وہ خود بھی کوئی قانون نافذ نہ کرتے۔ مگر ان کا ایک طرف مذہب کو لعنت کہنا اور دوسری طرف خود اپنے لئے مختلف قسم کے قوانین تجویز کرنا بتاتا ہے کہ وہ اس فقرہ کے یہی معنی سمجھتے تھے کہ صرف لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے لئے جو قانون چاہیں بنالیں مذہب کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دُنیوی امور کے متعلق لوگوں کے سامنے کوئی احکام پیش کرے۔ اس طرح انہوں نے موسوی شریعت کی ان پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد کرلیا جو امورِ سلطنت میں اس نے لوگوں پر عائد کی ہوئی تھیں۔

یہودی مذہب کا نظامِ حکومت میں دخل

اس کے بالمقابل بعض دوسرے مذاہب ہیں جنہوں نے مذہب کے دائرہ کو وسیع کیا ہے اور انسانی اعمال اور باہمی تعلقات اور نظامِ حکومت وغیرہ کے متعلق بھی قواعد بنائے ہیں اور جو لوگ ایسے مذاہب کو مانتے ہیں لازماً انہیں یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ حکومت کے معاملات میں بھی مذہب کو دخل اندازی کا حق حاصل ہے اور نیز یہ کہ ان احکام کی پابندی افراد اور جماعتوں پر اسی طرح واجب ہے جس طرح عقائد اور انفرادی احکام مثلاً نماز اور روزہ وغیرہ میں واجب ہے۔ اس کی مثال میں یہودی مذہب کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص موسوی شریعت کو پڑھے تو اسے جا بجا یہ لکھا ہوا نظر آئے گا کہ اگر کوئی قتل کرے تو اسے یہ سزا دی جائے، چوری کرے تو یہ سزا دی جائے، جنگ ہو تو اِن قواعد کو ملحوظ رکھا جائے، قربانی کرنی ہو تو اِن اصول کے ماتحت کی جائے، اسی طرح لین دین اور تجارت وغیرہ معاملات کے متعلق وہ ہدایات دیتا ہے۔ غرض وہ معاملات جو حکومت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یہودی مذہب ان میں بھی دخل دیتا ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی شخص موسوی شریعت پر غور کرے گا وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ مذہب کو جس طرح افراد کے معاملات میں دخل دینے کا حق حاصل ہے اسی طرح اسے قومی اور ملکی معاملات میں بھی دخل دینے کا حق حاصل ہے۔

(باقی آئندہ)

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

جماعت احمدیہ البانیہ کے

پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

(رپورٹ: ڈاکٹر عبدالشکور اسلم ۔ صدر جماعت احمدیہ البانیہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ البانیہ کو مورخہ 20رمئی 2007 کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ البانیہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کو 2002ء میں ایک بہت بڑی مسجد اور مشن ہاؤس تعمیر کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی تعمیر پر اس کو بیت الاول کا نام دیا جبکہ مشن ہاؤس کو دارالفلاح کے نام سے موسوم کیا۔

مئی 2003ء سے احمدیہ کامپلیکس سے جماعت کی باقاعدہ مساعی کا آغاز ہوا۔ مسجد بیت الاول میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ باقاعدہ پانچ وقت کی اذان دی جانے لگی۔ نماز جمعہ میں غیر از جماعت باقاعدگی سے شامل ہوتے ہیں۔ تبلیغی مساعی کے ذریعہ البانین لوگ آہستہ آہستہ جماعت میں شامل ہونے شروع ہوئے۔ فروری 2004ء میں مکرم بجیر ایازی صاحب جو اُس وقت 84 سال کے تھے باقاعدہ بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوئے۔ قادیان سے دو مبلغین کرام مکرم شاہد احمد صاحب بٹ اور صمد احمد صاحب غوری اکتوبر 2005ء سے آچکے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہوچکی ہے۔ چنانچہ امسال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے طفیل جماعت البانیہ نے پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کا پروگرام بنایا۔ جماعت جرمنی کے مشورہ سے تاریخ اور پروگرام طے کیا گیا۔ جرمنی کے احمدیہ بلیٹن میں جلسہ کی تاریخ کا اعلان کیا گیا۔

البانیہ میں زیر تبلیغ افراد اور ممبران جماعت کے ذریعہ مختلف ذرائع سے جلسہ کی تشہیر کی گئی۔ اس کے لئے باقاعدہ دعوت نامے جاری کئے گئے۔ جلسہ سالانہ کے کاموں کو بہتر بنانے کے لئے جلسہ سالانہ کے تعلق میں ڈیوٹیاں تقسیم کی گئیں۔ مشن ہاؤس میں ایک لیکچر ہال اور لائبریری موجود ہے۔ اس لئے مقامِ جلسہ گاہ کے طور پر ان دونوں جگہوں کو استعمال کیا گیا۔ ان جگہوں کو مناسب Banners سے آراستہ کیا گیا۔ مختلف احباب کے سپرد مناسب حال ذمہ داریاں تقسیم کی گئیں۔

جلسہ کے موقعہ پر جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے شائع شدہ قرآن کریم کو شاملین جلسہ کے سامنے پیش کرنے کے لئے ایک نمائش کا بندوبست کیا گیا۔ اس میں 33 تراجم رکھے گئے۔ ساتھ ہی مختلف ممالک میں جماعت کی طرف سے بننے والی 45 مساجد کو بھی بذریعہ تصاویر پیش کیا گیا۔

البانیہ میں جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ پہلی مسجد ''بیت الاول'' کا ایک خوبصورت منظر

اس جلسہ میں شمولیت کے لئے Kosovo سے 6/افراد محترم موسیٰ رستمی صاحب صدر جماعت Kosovo کی معیت میں شامل ہوئے۔ جبکہ جرمنی جماعت سے محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی، محترم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جرمنی، محترم حافظ فرید احمد صاحب خالد اسسٹنٹ نیشنل سیکریٹری تبلیغ، محترم ناصر احمد صاحب نیشنل آڈیٹر اور محترم سید خاور احمد صاحب ایڈیشنل نیشنل سیکریٹری جائیداد شامل ہوئے۔ جماعت احمدیہ UK کی طرف سے مکرم عبداللطیف خان صاحب نے بطور نمائندہ UK جماعت اور محترم عابد احمد صاحب ناصر صدر جماعت ہنسلو نے شرکت کی۔ اسی طرح Sweden سے محترم محمد زکریا خان صاحب خصوصی طور پر جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لائے۔ الغرض البانیہ کے علاوہ چار ممالک کی جلسہ میں نمائندگی ہوئی۔ الحمدللہ

جلسہ کا پروگرام مورخہ 20رمئی 2007ء بوقت 10 بجے زیر صدارت محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی شروع ہوا۔ پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم صمد احمد صاحب غوری مبلغ البانیہ نے کی اور اس کا البانین ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد ایک البانین نوجوان مکرم Bekim Bici (بیکم بیتسی) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ خوش الحانی سے پڑھا اور اس کا البانین ترجمہ بھی سنایا۔ مکرم شاہد احمد صاحب بٹ مبلغ البانیہ نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مکرم موسیٰ رستمی صاحب صدر جماعت احمدیہ Kosovo نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات سنائے۔ مکرم شاہد احمد صاحب بٹ نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ از روئے قرآن و حدیث کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مبلغ انچارج جماعت احمدیہ جرمنی نے عربی زبان میں تقریر کی جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تحریرات کی روشنی میں ہستی باری تعالیٰ، شان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت قرآن مجید پر روشنی ڈالی۔ ساتھ ساتھ اس کا البانین ترجمہ بھی پیش کیا جاتا رہا۔ 12:30 بجے پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

پروگرام کے مطابق حاضرین کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ اس کے بعد نماز ظہر وعصر جمع کرکے ادا کی گئی۔ نماز کے بعد چائے اور کافی کا بھی انتظام کیا گیا۔

دوسرا اجلاس 1:30 بجے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس میں دو مبایعین مکرم Bujar Ramai (بویار رامئی) صاحب اور مکرمہ Eliona Çela (ایلیونہ چے لہ) صاحبہ نے جماعت میں شامل ہونے کے واقعات پر مشتمل اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعدہٗ محترم محمد زکریا خان صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا البانین زبان میں ترجمہ کیا نیز سلسلہ کی بہت سی کتب کے مترجم ہیں، نے جماعت احمدیہ پر ہونے والے چند اہم اعتراضات اور ان کے جوابات کو بہت احسن رنگ میں پیش کیا۔ جس کے بعد حاضرین کو سوالات کا موقعہ بھی دیا گیا۔

اس کے بعد مکرم صمد احمد صاحب غوری مبلغ سلسلہ البانیہ نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو مدلل طور پر پیش کیا۔ ازاں بعد محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے اختتامی خطاب فرمایا۔ اس میں آپ نے اپنے قبول احمدیت کے واقعات بیان فرمائے۔ نیز اپنے اس سفر کو ظلمات سے نور کے سفر کے طور پر تعبیر کیا۔ ان واقعات کو سن کر حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد مکرم عبداللطیف خان صاحب نمائندہ UK جماعت نے امیر صاحب جماعت احمدیہ UK اور ممبران کی طرف سے تمام حاضرین جلسہ کو محبت بھرے سلام کا تحفہ اور پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے پر مبارک باد دی۔ بعدہٗ خاکسار ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خان نے شامل ہونے والے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد دعا پر یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پہلے جلسہ میں 138 مرد و خواتین نے شرکت فرمائی۔ یہ بات خاص طور پر محسوس کی گئی کہ حاضرین کرام نے جملہ پروگرام کو نہایت انہماک سے سنا اور ہمہ وقت پروگرام میں شامل رہے۔ جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب میں ملک کی بعض معزز شخصیات مثلاً البانیہ کے سعودی عرب میں سابق ایمبیسڈر، سابق ممبران پارلیمنٹ، پروفیسرز اور اَور دانشور احباب نے بھی شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ البانیہ جماعت کی ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور لوگوں کے دلوں کو حق و صداقت کے قبول کرنے کے لئے جلد کھولے اور جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ البانیہ کو ایک بہت بڑی اور خوبصورت مسجد عطا فرمائی ہے اُسی طرح نیک اور پاک لوگوں پر مشتمل ایک بڑی اور تقویٰ شعار جماعت بھی جلد عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

امن کا بنیادی اصول

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں۔ اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عظمت بٹھادی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے''۔

(تحفہٴ قیصریہ ۔روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 259)

First Minute Reiseburo

خوشخبری۔ پاکستان، انڈیا، انگلینڈ، USA، کینیڈا اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لئے خصوصی رعایت۔

دنیا بھر میں کہیں بھی بذریعہ ہوائی جہاز یا بحری جہاز سفر کرنے کے لئے جرمنی بھر میں اب آپ گھر بیٹھے چند لمحوں میں ٹیلی فون، SMS اور ای میل کے ذریعہ OK ٹکٹ حاصل کریں۔ مزید معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Liaqat Ali Shamsi & Afzal

Tel: 0611-4504569 Fax: 0611-4504573 Mob: 0170-6565946
E-mail: jmafzal@gmail.com Web: www.f-tur.de
Address: First Minute Reiseburo, Rheinstr.17, 65185 Wiesbaden (Germany)

ہے زندہ قوم وہ، نہ جس میں ضعف کا نشاں ملے!

جیو تو کامراں جیو

(مختلف معاشرتی مسائل کا نفسیاتی اور واقعاتی تجزیہ اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں ان کا حل)

(ڈاکٹر امتہ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی)

(دوسری قسط)

خود پہ ترس کھانے والے اور جذباتی طور پر کمزور لوگ سست، بہانے تراش کر اپنے ضمیر کو مطمئن کرنے والے، جلدی ناراض ہونے والے، اپنی تکلیف کو بہت زیادہ محسوس کرنے والے، دوسروں کی تکلیف کو اتنا نہ محسوس کرنے والے جتنا اپنی تکلیف کو، چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھ کر وقت اور خوشی کو ضائع کرنے والے، شک اور حسد کرنے والے، کینہ رکھنے والے کہ فلاں نے اتنے سال پہلے میرے ساتھ یہ سلوک کیا، تکلیف دہ یادوں سے اذیت دینے اور اذیت اٹھانے والے، شدید جذباتی، کبھی اعتدال سے زیادہ ایثار کر کے پھر بیحد شکریہ کی امید رکھنے والے، چیخنے چلانے والے کہ ہم نے فلاں کے لئے قربانی کی ہمیں صلہ نہ ملا، وغیرہ ایسی سب یا ایک دو عادتوں کے حامل ہوسکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ذہنی بلوغت کی عمر اُن کی جسمانی عمر سے کم ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ ان میں انتہائی بچگانہ عادتیں ہوتی ہیں۔ کئی لوگ 10 یا 15 سال کی عمر میں ذہنی طور پر کافی بالغ ہوتے ہیں جبکہ کئی لوگ 50 سال کی عمر میں بھی بچگانہ بُری عادتیں رکھتے ہیں اور بالغ نہیں ہوتے۔ کئی بار وہ اصول بنا لیتے ہیں کہ ہم نے فلاں کی مدد کی، شکر گزاری نہ ملی بس اب ہم نے کسی کی مدد نہیں کرنی۔

مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے خدا کے ہم پر کس قدر احسانات ہیں۔ وہ ہم سے گناہ پر گناہ، لغزش پر لغزش دیکھتا ہے مگر پھر بھی اپنی نعمتوں سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ اگر وہ زود رنج ہوتا، ہماری خطاؤں پر فوری گرفت کرتا اور عفو درگزر اور احسان سے کام نہ لیتا تو زمین پر کوئی جاندار باقی نہ رہتا۔ مگر وہ غفور و حلیم ہے۔ وہ غنی ہے۔ مومن و کافر سب پر اس کی رحمت عام ہے۔ اگر کوئی اس کی نعمتوں کی شکر گزاری کرتا ہے تو اس کی نعمتوں سے مزید حصہ پاتا ہے اور ناشکرا اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ انسان کی سعادت اس میں ہے کہ وہ اپنے مولا کی صفات کا رنگ اپنائے۔ دوسروں سے نیکی کسی صلہ یا انعام کی خواہش میں نہ کرے بلکہ نیکی کر دریا میں ڈال کے مصداق لَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا۔ (میں تم سے اس کا کوئی اجر نہیں مانگتا) اور لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُكُوۡرًا (ہم تم سے کوئی جزا اور شکریہ نہیں چاہتے) کہتے ہوئے محض اللہ کی رضا کی خاطر دوسروں سے نیکی اور احسان کرتا چلا جائے۔ معاملہ خواہ دنیا کا ہو یا دین کا لوگوں سے صلہ کی تمنا یا ستائش کی امید نہ رکھے۔ اور نیکی اور خدمت کی توفیق کو اللہ تعالیٰ کا ایک انعام سمجھے۔

خدمت دیں کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

کئی دفعہ لوگوں کو شکایت ہوتی ہے کہ ہم نے فلاں کام کیا، کسی نے تعریف نہ کی لہذا اب ہم نے یہ کام نہیں کرنا۔ اچھے کام پر کسی کی حوصلہ افزائی کرنا اور تعریف کرنا بہت اچھی بات ہے اور وسعت حوصلہ کے ساتھ اچھے کام کی تعریف کرنی چاہئے اس سے عظمت کردار پیدا ہوتی ہے۔ مگر خود اپنے لئے تعریف کی خواہش نہ کریں۔

تعریف کی خواہش، ستائش کی تمنا انسان کو زمین پر گرا دیتی ہے، اس کے ترقی کرنے کے پر کاٹ دیتی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیسی خوبصورت مثال ہے کہ انہوں نے دو لڑکیوں کی مدد کی، ان کے مویشیوں کو پانی پلایا اور پھر خاموشی سے الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ ان لڑکیوں سے کوئی انعام یا تعریف کی خواہش نہیں کی البتہ خدا سے عرض کی۔ رَبِّ اِنِّىۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَىَّ مِنۡ خَيۡرٍ فَقِيۡرٌ (القصص:25)

(ترجمہ) اے میرے ربّ۔ اپنی بھلائی میں سے جو کچھ تو مجھ پر نازل کرے میں اس کا محتاج ہوں۔

پھر خدا نے انہیں کیا کچھ نہیں دیا، گھر دیا، نوکری دی، نیک بیوی دی، قدردان سسرال دیا۔ مال و منال دیا اور سب سے بڑھ کر نبوت عطا کی۔ ان لڑکیوں سے مانگتے تو کیا ملتا۔ شاید شکریہ مل جاتا یا تھوڑے سے پیسے مل جاتے مگر اللہ تعالیٰ نے دونوں جہانوں کی خوشیاں دے دیں۔

خارجی محرک اور داخلی محرک

جو بچے جذباتی طور پر کمزوری کا شکار ہوتے ہیں وہ بچپن میں بھی اور بڑے ہو کر بھی خارجی محرک یعنی external motive سے کام کرتے ہیں۔ جبکہ دین اور دنیا میں کامیابی کے لیے داخلی محرک یعنی Internal Motive سے کام کرنا ضروری ہوتا ہے۔

یہ درست ہے کہ کسی حد تک خارجی عوامل انسانی نفسیات پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسے ایک حد تک انعام ملنے کی خوشی ہونا۔ تعریف سے انسان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور اسے آگے بڑھنے کے لئے ایک مہمیز عطا ہوتا ہے۔ جبکہ تنقید سے بعض لوگوں پہ تو اچھا اثر ہوتا ہے۔ وہ تنقید کو ایک چیلنج کے طور پر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو سنوارنے اور بہتر سے بہتر بنانے کے لئے زیادہ محنت کرتے ہیں۔ مگر بعض لوگوں کے حوصلے جلد پست ہو جاتے ہیں۔ وہ تنقید کا بُرا مناتے ہیں اور تنقید کرنے والوں کو ناپسند کرتے ہیں اور مایوس ہو کر محنت چھوڑ دیتے ہیں۔

داخلی محرکات انسان کے لئے خارجی محرکات سے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ہمیں اپنے بارے میں اور بچے کے بارے میں کیسے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ ہم اور ہمارا بچہ خارجی عوامل کی تحریک سے کام کرتے ہیں یا داخلی محرکات سے۔ اس کے لیے میں ایک چارٹ بناتی ہوں۔

خارجی محرک	داخلی محرک
ہم جو بھی کام کرتے ہیں اس میں صلہ یا تعریف یا ظاہری فائدہ چاہتے ہیں۔	ہم خدا سے مدد مانگتے ہوئے کام کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔
ہم علم برائے علم حاصل نہیں کرتے بلکہ علم برئے انعام کی خواہش رکھتے ہیں	علم حاصل کرنے میں ہم لذت محسوس کرتے ہیں۔ ہم اس لئے علم حاصل کرتے ہیں کہ خدا کی مدد سے ہم اسکے ذریعے خدا تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈھ سکتے ہیں اور خدا کو خوش کرنے کے لئے بنی نوع انسان کی مدد کر سکتے ہیں۔
ہم کوئی کام اس لئے کرتے ہیں کہ اس سے ہمارا عہدہ بڑھ جائے اور ترقی مل جائے۔	ہم کوئی کام اس لئے کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مومن کی دینی اور دنیاوی ترقی کو بھی پسند کرتا ہے۔ اس سے ہم اپنی اور دوسروں کی ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔
ہم ہمیشہ لوگوں کو اپنا کام دکھانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ہمیں بے حد فکر ہوتی ہے کہ ہمارے کام کو دوسرے لوگ کس نظر سے دیکھتے ہیں۔	ہم مستقل مزاجی سے مَن کی موج میں کام کئے جاتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ خود ہمیں اپنا کام دلچسپ لگ رہا ہے اور ہم اس میں مزا لیتے ہیں۔
ہم ورزش اس لئے کرتے ہیں کہ طویل مدت تک زندہ رہیں	ہم ورزش اس لئے کرتے ہیں کہ ایک صحت مند مومن خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور وہ اپنی ذمہ داریاں احسن رنگ میں ادا کر سکتا ہے۔
ہم اپنی چھٹیوں کے دوران بھی یہ سوچتے ہیں کہ اس سے کس طرح مادی و دنیوی منافع حاصل کر سکیں۔	چھٹیوں میں یہ بات ہمارے لئے زیادہ اہم ہے کہ ہم سکون اور یکسوئی سے خدا کو یاد کر سکیں اور ہم اپنے خاندان اور بچوں کے ساتھ اچھا وقت گزار سکیں۔
ہم کسی کی مدد کرتے وقت یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا بے حد شکر گزار ہو۔ جب کبھی ہمیں مدد کی ضرورت ہو تو وہ بھاگ کر آئے اور ہماری مدد کرے اور پھر کبھی اس بات کا ذکر بھی نہ کرے کہ اُس نے بھی کچھ کیا ہے۔	ہم کسی کی مدد کرنے میں روحانی اور قلبی سکون اور خوشی محسوس کرتے ہیں کہ خدا نے ہمیں یہ توفیق دی۔ کسی کو نیکی کی تحریک و ترغیب و تحریص کے لئے اگر بتانا پڑے تو ہم بتا بھی دیتے ہیں تا کہ مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اور انہیں یہ علم ہو کہ ہم جو کہہ رہے ہیں اس پر خود عمل بھی کرتے ہیں لیکن اس میں ریا کا کوئی پہلو پیش نظر نہیں ہوتا۔
ہم لوگوں کے سامنے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کتنی محنت کی اور کس طرح کسی کی مدد کی مگر وہ ہمارا شکر گزار نہیں ہے۔	ہم نیکی کو ڈرتے ڈرتے خاموشی سے اپنے عظیم الشان آسمانی آقا کے حضور پیش کرتے ہیں کیونکہ ہم محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہمارا خدا بزرگی والا اور اکرام والا ہے۔ یہ نیکی کا تحفہ بے حد معمولی ہے اور اس کی توفیق بھی اللہ نے ہی دی ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدر دان بھی ہے۔ جب خود ہمیں مدد کی ضرورت ہو تو خدائے بزرگ و برتر سے مدد مانگتے ہیں۔
ہم لوگوں سے اپنی تعریف سن کر بے حد خوش ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اکثر ہماری تعریف ہوتی رہے۔ خودستائی ہمیں بہت پیاری لگتی ہے۔	ہم لوگوں سے اپنی تعریف سن کر بات کو نرمی سے غیر محسوس طریقے پر بدلنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ سب تعریفیں اوّل اور آخر صرف ربّ العالمین کے لئے ہیں۔
اگر کوئی کہے کہ یہ بے چارہ بے حد بھلا مانس ہے مگر اس کی قسمت اچھی نہیں اس کے ساتھ یہ برا ہوا، وہ برا ہوا تو ہم سکون محسوس کرتے ہیں۔	اگر کوئی ہمیں اس طرح کہے کہ یہ بے چارہ، تو ہمیں بالکل اچھا نہیں لگتا۔ ہم اپنے پر ترس کھانے والے کو نرمی سے روک دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ مصیبت یا مشکلات انشاء اللہ جلد حل ہو جائیں گی۔
ہم مشکلات کو حل کرنے کیلئے بہت محنت سے کوئی تدبیر نہیں کرتے اور دعا بھی اچھی طرح نہیں کرتے بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ لوگ خود ہی بڑھ کر دل و جان	ہمیں معلوم ہے کہ ان مشکلات میں ہماری تربیت کے راز پوشیدہ ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ابتلا و امتحان انسان کی ترقی کے سامان لئے ہوتے ہیں۔ ہم

داخلی محرک	خارجی محرک
مشکلات کے حل کی اچھی کوشش کرتے ہیں اور دعا سے بھی کام لیتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر سے اچھے نتائج کی امید رکھتے ہیں۔	سے ہماری مدد کریں۔
ہمیں کچھ کچھ پتہ ہے کہ خدا کی رضا کے لئے مشکلات کا بہادری سے مقابلہ کرنے کا کیا مزا ہے۔ اس مزے کے باوجود ہم اپنے ایمان کو آزمانا نہیں چاہتے اور خدا سے آسانی بھی مانگتے ہیں۔	ہم مشکلات کو اپنے اعصاب پر سوار کر لیتے ہیں ہم تھوڑا سا کام کر کے اسے بہت زیادہ سمجھتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بد دل ہو جاتے ہیں۔
ہم کوشش کرتے ہیں کہ لوگوں کی باتوں کا بُرا نہ منائیں بلکہ انہیں نظر انداز کریں اور بھول جائیں۔ حسب حالات مناسب حد تک نرمی مگر مضبوطی سے جواب بھی دے دیتے ہیں۔ تعمیری تنقید سے فائدہ اُٹھا کر اصلاح کے لئے دُعا اور کوشش کرتے ہیں اور مستقل مزاجی سے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔	ہم بے حد نازک مزاج ہیں۔ لوگوں کی باتوں پر جلدی ناراض ہو جاتے ہیں۔ کبھی ان باتوں کو خود ہی کچھ معنی پہنا دیتے ہیں۔ لمبا عرصہ ان باتوں میں دُکھ دیتے اور دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ کبھی کبھی ہم پر یہ شعر بھی صادق آتا ہے کہ ؎ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا وہ بات اُن کو بہت ناگوار گزری ہے
ہم کوشش کرتے ہیں کہ اپنی بساط کے مطابق کسی کی مدد کریں۔	ہم اپنے اردگرد کے لوگوں کو اکثر نظرانداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کہیں ان کی مدد نہ کرنی پڑ جائے
ہمیں لگتا ہے کہ رشتوں کا مزا تب تک ہے جب ذمہ داریاں نبھائی جائیں۔ جب ذمہ داریوں کو نبھانے میں لاپرواہی اور بے حسی ہو تو رشتوں کا اور زندگی کا مزا چلا جاتا ہے۔ بے حسی، سستی ہمارے مولیٰ کریم کو پسند نہیں۔	ہم ذمہ داریوں کو بوجھ سمجھتے ہیں کسی کی مدد کر کے کبھی کبھی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم اتنے نیک ہو گئے ہیں کہ ہمیں یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ جس کی مدد کی ہے اس کو تلخ و ترش باتیں کہہ دیں تو بھی وہ اس کو برا نہ منائے۔
ہم یہ جانتے ہیں کہ سچ بات کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم لوگوں کا دل دکھائیں۔ بہادر وہ ہے جو غصہ کو پی جائے۔	ہم لوگوں کو کڑوی بات کہہ کر یہ کہتے ہیں کہ ہم سچ بولتے ہیں لگی لپٹی نہیں رکھتے۔ اگر کوئی ہمارا شکر گزار نہ ہو تو ہم لڑائی کر لیتے ہیں۔
جب ہمیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم سوچتے ہیں کہ ہم دنیا میں پہلے انسان نہیں ہیں جس کو یہ تکلیف پہنچی ہے اور نہ ہی دنیا کے آخری انسان ہیں جس کو یہ تکلیف پہنچی۔ اس سے ہمیں آگے بڑھنے کا حوصلہ ملتا ہے۔ اور ہم اپنے اس دکھ کو خدا کی مدد سے اپنی طاقت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اپنے آپ کو مشقت کا عادی بنانے کی کوشش کرتے ہیں مگر ہم مناسب آرام اور تفریح بھی کرتے ہیں۔	جب ہمیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم سوچتے ہیں کہ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا ہم کتنے بدنصیب ہیں۔

جب کوئی انسان مستقل مزاجی سے داخلی محرکات سے کام لینے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ کے فضل سے وہ ایک مضبوط، کامیاب، متوازن اور نیک انسان بن سکتا ہے۔ مضبوطی کے ساتھ تقویٰ ہو تو انسان میں توازن ہوتا ہے اور وہ ایک خوبصورت شخصیت ہوتا ہے۔ مگر مضبوطی بغیر تقویٰ کے سنگ دلی بن سکتی ہے اور ایسا انسان بے رحم اور ظالم بھی بن سکتا ہے۔

گھروں کے ماحول کے اثرات

جس گھر کے رہنے والے لوگوں میں تقویٰ، ذہنی ہم آہنگی، سکینت اور خوشی کا ماحول ہوتا ہے عام طور پر اس گھر کے رہنے والے بچے اور بڑے مضبوط اور متوازن شخصیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایک کامیاب شادی عورت اور مرد یعنی میاں بیوی، ان کی اولاد، عزیز واقارب سب کو مضبوط کرنے میں اچھا کردار ادا کرتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی کتاب سیرت خاتم النبیین ﷺ میں نکاح کی چار بنیادی اغراض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"سو جاننا چاہئے کہ قرآن شریف سے نکاح کی چار اغراض معلوم ہوتی ہیں۔

اول: انسان کا بعض جسمانی اور اخلاقی اور روحانی بیماریوں اور ان کے بدنتائج سے محفوظ ہو جانا۔ اس صورت کو عربی میں "احصان،، کہتے ہیں جس کے لفظی معنی کسی قلعہ کے اندر محفوظ ہو جانے کے ہیں۔

دوئم بقائے نسل۔

سوئم حصولِ رفیقِ حیات اور سکینتِ قلب۔

چہارم محبت اور رحمت کے تعلقات کی توسیع۔"

(سیرت حضرت خاتم النبیین" صفحہ433)

یعنی شادی اگر خدا کے فضل سے کامیاب ہو تو دونوں انسانوں کو مضبوطی عطا کرتی ہے۔ دونوں انسانوں کو ایک محفوظ قلعے میں پناہ دلواتی ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کا اچھا ساتھی بنا کر ان کے درمیان پیار اور رحم کا رشتہ پیدا کرتی ہے۔

شادی کا فیصلہ کبھی جلد بازی میں نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کی بنیاد مادی چیزوں پہ ہونی چاہئے۔ شادی سے پہلے دعا اور استخارہ بے حد ضروری ہے۔ استخارہ کوئی معمولی بات نہیں ہوتی کہ اس کو نظر انداز کر دیں۔ ہم خدا سے خیر مانگتے ہیں، اس کی رضا پوچھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے مشورہ مانگتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے بہتر مشورہ دینے والا کون ہو سکتا ہے۔ استخارہ کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"نکاح میں استخارہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ مسلمان کا کوئی کام استخارہ کے بدوں نہیں ہونا چاہئے۔ کم از کم بسم اللہ سے ضرور شروع ہو۔ اور طریق استخارہ یہ ہے کہ دعائے استخارہ پڑھی جائے۔ ایک دفعہ کم از کم ورنہ سات دن تک۔ عموماً صوفیاء نے چالیس دن رکھے ہیں۔ اس کی بہت برکات ہوتی ہیں۔ جن کو ہر ایک شخص جس کو تجربہ نہ ہو نہیں سمجھ سکتا۔

ایک شخص روئی کا بہت بڑا سودا کرنے لگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے مشورہ لیا۔ آپ نے فرمایا استخارہ کرو۔ اس شخص نے کہا اس میں یقینی فائدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کیا حرج ہے! استخارہ کے معنی بھی خیر طلب کرنے کے ہیں۔ آخر انہوں نے انتکراہ سے استخارہ کیا۔ جب وہ سودا کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے ایسا سبب ان کے لئے بنایا کہ وقت پر ان کو علم ہو گیا اور وہ سودا کرنے سے رک گئے اور کئی ہزار کے نقصان سے بچ گئے"۔

(از خطبات محمودؓ خطبات نکاح) صفحہ نمبر 93,92

مَیں ایک لڑکی کو جانتی ہوں۔ اس کا رشتہ آیا۔ بظاہر لڑکا بہت اچھا، نیک اور پڑھا لکھا دکھائی دیتا تھا۔ لڑکی نے استخارہ کیا۔ اس نے خواب دیکھا کہ کسی نے اس سے کہا "یہ انگوٹھی نہ پہننا تمہیں اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی"۔ لڑکی نے انکار کر دیا۔ دو تین ماہ کے بعد اس لڑکے کے بارہ میں ایک خطرناک بات معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے استخارہ کی برکت سے اس لڑکی کو بڑی مصیبت سے بچا لیا۔

نیکی اور سکون والے گھر

جن گھروں میں خوشی، نیکی اور سکون ہوتا ہے وہاں کے رہنے والے بچوں اور بڑوں کی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں۔ ان کے بچے سکولوں میں عام طور پر اچھے ہوتے ہیں۔ جماعتی پروگراموں میں حصّہ لیتے ہیں۔ وہ عورتیں جماعت کا کام کرتی ہیں اور دین و دنیا کی برکات لیتی ہیں اور مرد بھی جماعتی کاموں میں کئی بار بھرپور حصہ لیتے ہیں اور سارا خاندان برکتیں حاصل کرتا ہے۔ جو مرد نیکی اور تقویٰ میں بیویوں کی مدد کرتے ہیں وہ عورتیں محنت سے جماعت کا کام کرتی ہیں۔

ہماری ایک عہدیدار سے میں نے پوچھا ہم اکثر آپ کو کام کے لئے بلا لیتے ہیں۔ آپ کے شوہر کو بُرا تو نہیں لگتا۔ اس نے کہا: نہیں میرے شوہر بہت خوش ہیں کہ مَیں جماعت کا کام کرتی ہوں۔ جماعتی کام کرنے سے میرا پردہ بہتر ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا میرے شوہر بے حد اچھے انسان ہیں۔

ایک عورت جس کی پہلی شادی میں بہت تکلیف تھی اس کی علیحدگی ہو گئی۔ پھر خدا نے اس کو اچھا ساتھی دیا۔ اس نے مجھے کہا مجھے کوئی بھی جماعتی کام بتا دیں مَیں کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے اب ہوش آئی ہے کہ مَیں بھی کام کر سکتی ہوں۔ اس نے کہا جب عورتیں یہ کہتی تھیں کہ میرا شوہر فرشتہ ہے تو مَیں سوچتی تھی کہ "یہ جھوٹ بول رہی ہے"۔ مگر اب میرا شوہر اتنا اچھا ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ جنت کیا ہوتی ہے۔ اب مَیں جماعتی کاموں سے برکت لینا چاہتی ہوں۔

جماعتی کاموں میں ذوق شوق سے حصہ لینے سے ہمارے گھروں میں سکینت آتی ہے، مضبوطی آتی ہے۔ جماعتی کام کرنے والے اللہ تعالیٰ کے ملازم ہیں جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کے ملازم رہتے ہیں یعنی میاں بیوی اپنی ذاتی ذمہ داریوں کے علاوہ جماعتی کاموں کی ذمہ داریوں کو بھی سمجھتے ہیں خدا تعالیٰ خود ان کو مضبوط کرتا ہے۔ ان کے ماحول اچھے کر دیتا ہے۔ وہ گھر جنت نظیر ہوتے ہیں۔

مضبوطی سے خالی گھر

کئی عورتوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ ویسے ہمارے شوہر ٹھیک ہیں، اچھے ہیں۔ مگر جہاں جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی بات آتی ہے یا جماعتی عہدہ لینے کی بات ہوتی وہاں ہمارے گھر میں کئی بار لڑائی پڑ جاتی ہے اور ہمارے شوہر پسند نہیں کرتے۔ ایک طرف ہمیں کہا جاتا ہے کہ شوہر کی اطاعت کرو۔ دوسری طرف ہم اطاعت کر کے جماعتی اجلاسوں میں، کلاسوں میں بچے نہیں بھیج سکتے نہ ہی خود آ سکتے ہیں۔ مَیں نے تو انہیں یہی کہا کہ کئی شوہر شاپنگ کے خلاف ہوتے ہیں۔ رشتہ داروں سے ملنے کے خلاف ہوتے ہیں، تفریح کے خلاف ہوتے ہیں۔ مگر بیویاں حکمتِ عملی سے، دعا سے، محبت سے منوا ہی لیتی ہیں جب باقی معاملات میں آپ اپنی بات منوا لیتی ہیں تو جہاں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کا معاملہ ہے وہاں کیوں ہتھیار ڈال دیئے۔ وہ بھی حکمت سے، احسن عمل سے، دعا سے منوالیں۔

کئی دفعہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بیویاں پسند نہیں کرتیں کہ شوہر دین کو زیادہ وقت دے۔ یہ ٹھیک ہے کہ دونوں کو توازن سے دین کے کاموں کو وقت دینا ہوگا۔ ایک دوسرے کے اور گھر کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ مگر ایک خاتون نے کہا مَیں نے اپنے شوہر سے کہا تمہیں مسجد کے کام کرنے کا اتنا شوق ہے تو اپنا بستر بھی وہاں لے جاؤ۔ یہ سوچ اچھی نہیں ہے۔ ہمارے

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A. Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

گھروں کا سکون استحکام اور خوشیاں دین کے کاموں سے مشروط ہیں۔ وہی گھر امن میں ہیں اور وہی بچے کامیاب ہوں گے جن گھروں میں دینی کاموں کو اہمیت دی جاتی ہے۔

جو شوہر اور جو بیویاں اپنے ساتھیوں کے دینی کاموں میں اور ترقی میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں ان کے گھروں میں اگر خوشیاں ہیں بھی تو پائیدار نہیں ہوتیں۔ اگر کوئی تقویٰ کی باریک راہوں پر چلے یعنی کسی کے ساتھ بے انصافی نہ کرے، خدا سے ڈرتا رہے اور خدا کے احکامات پر عمل کرے، محنت سے دین کا کام کرے تو اس کا گھر خدا کے فضل سے محفوظ قلعہ ہے۔ ورنہ سب شیشے کے گھر ہیں۔ معلوم نہیں کب تک چلیں۔

جن گھروں کے بچے غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کے بزرگوں میں سے کوئی ایک یا زیادہ لوگ دین کے خادم ہوں گے۔ صحابی ہوں گے، مبلّغ ہوں گے، کوئی کسی شہید کا گھرانہ ہوگا یا اس کے والدین دین کی خدمت کررہے ہوں گے تبھی یہ بچہ اس قدر پُرکشش ہے۔ کہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اُن کے ساتھ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اور خلفاء وقت و بزرگان سلسلہ کی خاص دعائیں ہیں۔ جو لوگ جماعت کا کام نہیں کرتے یا ایک دوسرے کے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں ان کے لئے مَیں ایک اقتباس لکھ رہی ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

''حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے خدا ہرگز مکن شاد آں دل تاریک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختارِ نیست

یعنی اے خدا جس شخص کو محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کے لئے قربانیاں کرنے کی تڑپ نہیں ہے تو کبھی بھی اس کے دل کو خوشی مت دکھائیو اور اسے سوگوار ہی رکھیو۔

پس مَیں نے جب تمہیں کہا کہ وہ جو تمہیں خدا کی راہ میں قربانیوں کے لئے بلاتا ہے وہ عید کے لئے بلاتا ہے۔ اور تمہارا نفس یا تمہارا دوست جو تمہیں کہتا ہے کہ دیکھنا اس وادی میں قدم نہ رکھنا کہ یہاں تو قدم قدم پر ہلاکت ہے وہ تمہارا نفس اور تمہارا دوست تمہارے حقیقی دشمن ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تمہارے گھروں میں ماتموں کی صف بچھ جائے اور عید تمہارے نزدیک بھی نہ آئے۔ اس نے محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے عید نہ چاہی۔ وہ ہرگز عید کا مستحق نہیں۔ وہ ہرگز عید کا مستحق نہیں۔ وہ ہرگز عید کا مستحق نہیں۔ لیکن اگر تم محمد ﷺ کے لئے عید لاؤ تو تم ایک عید لاؤ گے تو خدا تمہارے لئے سو عیدیں لائے گا اور تمہارے گھروں کو برکتوں سے بھر دے گا۔ کیونکہ ہمارا خدا غیور خدا ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کا رسول تمہارے احسان کے نیچے رہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کا دین تمہارے احسان کے نیچے رہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کا مسیح تمہارے احسان کے نیچے رہے۔ بلکہ وہ یہ بھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کا خلیفہ تمہارے احسان کے نیچے رہے''۔

(خطباتِ محمودؓ۔ خطباتِ عید الفطر صفحہ 295)

شادی شدہ زندگی کے مسائل

اب مَیں ان گھروں کی بات کرتی ہوں جن گھروں میں بہوؤں یا بیویوں کو ذہنی یا جسمانی تکلیف دی جاتی ہے۔ ایسے گھروں کی تعداد ہمارے ہاں تقریباً 5 سے 7 فیصد تک ہے۔ نکاح، ایک عظیم نعمت، ایک بہت بڑا تحفہ ہے جو خدا تعالیٰ نے انسان کو دیا۔ مگر کئی بار انسان اس تحفے کو برباد کر دیتا ہے۔ جن گھروں میں بہوؤں اور بیویوں پہ جسمانی تشدّد ہوتا ہے یا ذہنی اذیت دی جاتی ہے ان گھروں میں نیکی، سکینت اور خوشی نہیں ہوتی۔ وہ بچے اور عورتیں کمزور شخصیت کے اور خود رحمی (Self-Pity) کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے گھروں کے بچے کئی بار نفسیاتی مریض بنتے ہیں اور عورتیں بھی۔ کئی بچے اور عورتیں بھی جرائم کرتے ہیں یا بچے نشہ کرنے لگتے ہیں اور عورتیں نیند کی گولیاں کھاتی ہیں۔

ایسے ایک کیس میں ایک لڑکا پاکستان سے آیا۔ اس کے آنے سے پہلے اس کی بیوی نے نوکری کی۔ گھر کی چیزیں خریدیں۔ گھر کرائے پہ لیا، سیٹ کیا پھر لڑکے کو بلایا۔ ان کی شادی کے بعد ان کو کافی مسائل کا سامنا ہوا۔ اس لڑکے کو بیوی کی کئی باتیں بری لگتی تھیں مگر اس نے اس وقت تک کوئی انتہائی قدم نہیں اٹھایا جب تک اس کا ویزا پکّا نہیں ہو گیا۔ جب اس کو دو سال گزر گئے اور وہ مدّت جس کے بعد اسے معلوم تھا کہ اب وہ اس ملک میں مستقل رہ سکتا ہے عین اس تاریخ کو اس نے اپنی بیوی پہ تشدد کیا یہاں تک کہ اس کی بیوی نے مشکل سے باہر بھاگ کر پولیس کو فون کیا۔ پانچ منٹ میں پولیس آ گئی۔ اس لڑکی نے ہمیں بتایا کہ پولیس کا روّیہ اس کے ساتھ انتہائی اچھا تھا۔ بظاہر پولیس والے ایسے موقعوں پہ اچھا روّیہ رکھتے ہیں۔ بے حد ہمدردی سے انہوں نے لڑکی کی بات سنی۔ اس لڑکی کو ہسپتال لے گئے اور لڑکے کو کہا تم اپنا سامان لے کر یہاں سے کہیں بھی چلے جاؤ۔ مگر فی الحال تم اپنے گھر میں نہیں رہ سکتے۔ جب وہ لڑکی ہمیں بتا رہی تھی تو بار بار کہتی تھی کہ پولیس نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ ہسپتال کے ڈاکٹروں نے بہت ہمدردی کی یہ ایک کیس نہیں ہے۔ ایسے کیس چاہے اور بھی ہوں اکثر لڑکیاں یہ کہتی ہیں۔ ان کو یہ آسان لگتا ہے۔ کہ وہ پولیس کو بلا لیں۔ پولیس سے لوگوں کو بہت شکایات بھی ہوتی ہیں۔ مگر ایسے کیسوں میں عام طور پر پولیس والے کسی ہیرو کی طرح پانچ منٹ میں آ جاتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان لڑکی ہو تو بہت سے لوگ ہمدردی کرتے ہیں اور پولیس والے ان کیسوں کے اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ دو تین جملوں میں تقریباً ساری بات سمجھ جاتے ہیں۔ کمزور لڑکیوں کو ضرورت نہیں ہوتی کہ زیادہ بات کریں۔ جو لڑکیاں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں وہ عام طور پر 90 فیصد کمزور عورتیں ہوتی ہیں۔ مضبوط عورتیں گھریلو تشدد کا شکار نہیں ہوتیں۔ شاذ کے طور پہ کوئی کیس ہوتا ہے۔ ایسی کمزور لڑکیوں کو اپنی بات بیان کرنی نہیں آتی جیسے اس لڑکی کو اپنی بات بتانی نہیں آتی تھی۔ وہ یا تو روتی تھی یا لڑ پڑتی تھی یا چپ ہو جاتی تھی کیونکہ ایسی لڑکیاں جذباتی طور پہ بھی زخمی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے مافی الضمیر اور حقیقت کو بیان کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں نے اسے بار بار کہا دیکھو جب تم جماعت میں بیان کرو گی تو ایسے بات کرنا جیسے تم کسی اور کی بات کر رہی ہو۔ جو آگ، جو دکھ تمہارے دل میں ہے اسے بھلا کر بات کرو تا کہ تم صحیح بات کر سکو۔ مگر اس کے لئے یہ ممکن نہ تھا۔ اس جیسی اور بھی کمزور لڑکیاں اپنی بات بیان نہیں کر سکتیں۔ ایسی عورت کہے گی مَیں وہاں گئی پھر یہ ہوا۔ میرے شوہر نے یہ کہا پھر یہ ہوا۔ میرے شوہر کو کوئی بھڑکاتا ہے۔ پھر آخر میں کہے گی مجھ پہ تشدد ہوا یا ہوتا ہے۔ اس کی انا یہ بتانے سے زخمی ہوتی ہے۔ آخر اس لڑکی کا گھر نہ رہا اور علیحدگی ہو گئی۔ میں نے اس کی صدر لجنہ کو کہا اس کو اپنے ساتھ مانوس کر لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ حالات سے بددل ہو کر یہ جماعت سے دور ہو جائے۔ اس کی صدر لجنہ نے کوشش کی خدا کا شکر ہے کہ خدا نے ہیرے موتیوں جیسی ایک لڑکی کو جماعت سے دور نہیں ہونے دیا۔

مگر جس لڑکے نے پلاننگ کر کے اپنا ویزا بچا لیا اور اپنا گھر بچانے کی اس طرح تگ و دو نہ کی اس کا یہ ویزا کتنی دیر وفا کرے گا۔ 10 سال، 20 سال، یا 50 سال۔ مگر پھر ہم سب کو خالقِ حقیقی کے پاس جانا ہے۔

اگر کسی کو بیوی کی عادتیں ناپسند ہوتی ہیں تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ لڑکا اس وقت تک انتظار کرتا ہے جب تک اپنا ویزا لے لے اور پھر بیوی کو رکھے یا چھوڑ دے۔

کیا ہمیں یقین ہے کہ ہماری ایسی پلاننگ کے بعد خدا تعالیٰ ہمیں جنت کا ویزا دے دے گا؟ یہ ویزا تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر خدا نے اس دنیا کی خوشیاں اور اگلی دنیا کی خوشیاں نہ دیں تو یہ ویزا کیا کرے گا۔

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ جن خواتین کو ذہنی یا جسمانی تکلیف دی جاتی ہے۔ وہ لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دیتی ہیں۔ اجلاسوں میں آنا کم کر دیتی ہیں۔ یا انہیں آنے نہیں دیا جاتا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک میٹنگ میں ہمیں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ لوگوں کے گھروں میں جایا کریں۔ ہم اگر حضور ایدہ اللہ کا حکم پوری طرح سمجھ کر خیر خواہی کے جذبے سے جائیں تو اس سے عام طور پر بے حد فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ہماری اپنی بھی تربیت ہوتی ہے اور اگر ہم کو توفیق ملے تو کسی مشکل میں پھنسی ہوئی خاتون کی ہم مدد بھی کر سکتے ہیں۔

صبر یا کمزوری؟

یہاں بچوں کے ڈاکٹر، کنڈرگارڈن اور عام سکولوں کے ٹیچرز کئی بار کسی بچے کی صحت یا اس کے روّیے سے شک میں پڑ جاتے ہیں اور بچوں سے پوچھ لیتے ہیں کہ کیا تمہارے گھر میں کوئی مسئلہ ہے؟ بچے بتا بھی دیتے ہیں۔ اس طرح کبھی ایسا بھی ہوا کہ سکول کی ٹیچر یا ڈاکٹر نے بچے سے پوچھ لیا۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ بچوں پہ یا ماں پہ تشدد ہوتا ہے تو بچے حکومت کے ادارے نے لے لئے۔ اور ان کو کسی عیسائی جوڑے کو پالنے کے لئے دے دیا۔ کسی نے کہا کہ ان کی ماں نے اتنا صبر کیا کہ آج تک کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اس کے گھر میں اس پہ اور بچوں پہ تشدد ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ واقعی صبر ہے؟ یا ایثار ہے؟ یا قربانی ہے؟ سچ بولیں تو نہ تو یہ صبر ہے، نہ ایثار ہے، نہ قربانی ہے۔ یہ صرف کمزوری اور بزدلی ہے کہ ہمارے بچے توحید کی گود سے تثلیث کی گود میں جا رہے ہوں کیونکہ ہم نے خود ان کی جنت تباہ کر دی اور ہم کہیں کہ ہم بڑے صابر ہیں ہم نے اپنا منہ بند کر رکھا تھا اور کسی سے مدد نہ لی۔ ایسے وقت میں تو عورت کو شیرنی بن کر اپنے بچے توحید کی طرف کھینچنے ہیں۔ کبھی کبھی ظالم کا ہاتھ نہ روکنا بہت بڑا گناہ بن ہوتا ہے۔ اگر ڈاکٹر اور ٹیچر بچوں کے حُلیے سے گھر کے حالات بھانپ کر بچوں سے پوچھتے ہیں تو ہم عہدیدار ہمسائے اور رشتہ دار وغیرہ اگر یہ دیکھیں کہ کسی عورت کے بچے پیلے پیلے سے ہیں اور ڈرے سہمے ہوئے ہیں اور وہ عورت بھی پریشان حال ہے تو ہم بھی پوچھ سکتے ہیں۔

اگر ہمیں توحید اور تثلیث کی یہ جنگ جیتنی ہے تو ہمیں بہت کچھ کرنا پڑے گا۔ مثلاً

(1) ہم کمزور عورتوں کے حالات کی خبر رکھیں۔

(2) ان کی مدد رازداری سے کریں۔

یورپ میں پولیس اور حکومتی ادارے جو کمزور عورتوں کی مدد کرتے ہیں وہ حیرت انگیز حد تک رازداری سے مدد کرتے ہیں۔ پولیس کو پتہ ہوتا ہے کہ ہمیں ان سے زیادہ رازداری اور ہمدردی سے ان کی مدد کرنی ہوگی اور ان کو مصیبت سے نکالنے کی کوشش کرنی ہوگی۔

(3) اور یہ مدد بے حد چستی سے کریں۔

رات کو یا دن کو جب فوری ضرورت ہو کوشش کریں کہ اسی وقت اس کی مدد کو پہنچیں۔ دیر کے بعد جانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جب کوئی خاک ہو گیا تب آنے کا کیا فائدہ؟

تقویٰ، ہمدردی، رازداری اور چُستی یہ چار چیزیں ہیں جن سے خاطر خواہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ کیس کم ہوتے ہیں۔ مگر چاہے یہ کیسز کم ہوں تب بھی ہمیں اپنے معاشرے سے یہ کیسز ختم کرنے ہوں گے۔ یہ ہمارے معاشرے کے ایسے کمزور اور تکلیف دہ پہلو

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے
Nayaab Travel Fernreisen
احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔
مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں
لندن جانے اور لندن سے آنے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں
(جلسہ کے لئے ایڈوانس بکنگ آفر 99 یورو)
Tel: 00 49 -211 - 2205611-12 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613
Mobile: 0160-97902950e-mail: nayaab@web.de
Karl Str. 2 40210 - Dusseldorf (Germany)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

ہیں جن سے ہماری ترقی کو بے حد نقصان ہو رہا ہے۔

مجھ سے بار ہا یہ سوال پوچھا گیا کہ اگر کوئی عورت اپنے گھر میں محفوظ نہ ہو اور اسے پناہ کی ضرورت ہو تو وہ فوری طور پر کہاں پناہ لے۔ اگر آپ کہتی ہیں کہ فلاں جگہ نہیں جانا وہاں پناہ نہیں لینی وہاں توحید کو خطرہ ہے دنیا اور عاقبت تباہ ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہوسکتی ہے تو متبادل کیا ہے؟ مَیں صرف یہ کہہ سکتی ہوں کہ اگر خدانخواستہ ایسا ہو تو ایسی خاتون کے عزیز، رشتہ دار، ہمسائے، عہدیدار، سہیلیاں ان میں سے ہر کوئی کوشش کرے کہ مصیبت زدہ کو پناہ دے اور اپنی بیٹی یا بہن سمجھ کر مدد کرے چاہے یہ کہیں بھی ہوں۔

ایک ایسے کیس میں ہم نے خاتون سے یہ پوچھا کہ اس کے سسرال والے کیا اس کے شوہر کو ظلم سے نہیں روکتے۔ 90 فیصد عورتوں نے کہا سسرال والے خود تشدد کرواتے ہیں۔ ایسی کمزور خواتین کے سسرال کا روّیہ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اُس کی ساس، نندیں، دیورانی، جٹھانی یا تو اس کے شوہر کو اس کی کمزوریاں بتا بتا کر مزید بھڑکاتی ہیں یا پھر بے حسی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ ظلم کا ہاتھ روکنے والی ہوں۔ وہ کہتی ہیں اس عورت کو عقل نہیں ہے، اُس کو گھر بسانا نہیں آتا۔ ہم نے تو اپنا گھر بسانا ہے ہم کیا کریں۔ ہم تو مصلحتاً چُپ ہیں۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ گھر تو خدا کے فضل سے بستے ہیں۔ کوئی عورت صرف عقل کے بل بوتے پر گھر نہیں بسا سکتی۔ مصیبت زدہ کی مدد کریں۔ اگر ہم اپنے گھروں میں دائمی سکون چاہتے ہیں تو اُس عورت کی عزت اور وقار کو قائم کریں اور اس کے شوہر کو ہر طریقے سے سمجھانے اور ظلم و زیادتی سے روکنے کی کوشش کریں۔ اُس کے بُرے سلوک کو بُرا کہیں اور حسن تدبیر، موعظہ حسنہ اور دعاؤں سے اصلاح احوال کریں۔ اس عورت کو سمجھائیں کہ جب تمہیں لگے کہ جھگڑا خطرناک موڑ پر ہے تو بالکل خاموش ہو جاؤ یا اِدھر اُدھر ہو جاؤ یعنی منظر سے ہٹ جاؤ تا کہ تشدد کی نوبت نہ آئے۔ جو لوگ خود ظلم کرواتے ہیں یا جو لوگ مظلوم کی مدد نہیں کرتے اور ایسی عورت کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں اُس سے دُور بھاگتے ہیں ہمارا مشاہدہ ہے کہ خود اُن کے گھروں میں کئی بار خطرناک مصیبتیں آجاتی ہیں۔ جو لوگ ایسی مصیبت زدہ کی خالصۃً للہ مدد کرتے ہیں اور مصلحتوں کی غلامی نہیں کرتے، خود غرضیوں کے اسیر نہیں ہوتے، ضرورت پڑنے پر اپنے گھروں میں پناہ بھی دیتے ہیں خدا کے فضل کے دروازے اُن کے لئے کھل جاتے ہیں۔

یہ بھی ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جن گھروں میں تشدد ہوتا ہے اُن میں زیادہ نقصان بچوں اور خاوندوں کا بھی ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ بعض ایسے گھرانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’جانوروں کو بھی اس طرح نہیں مارا جاتا جس طرح عورتوں کو مارا جاتا ہے۔ عورتوں کے ساتھ ان کے سلوک کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن مردوں کو عورتوں کی پوزیشن دے دی ہے۔ جب عورت کی عزت نہ کی جائے تو اولاد کے دل میں بھی خساست پیدا ہو جاتی ہے۔ باپ خواہ سیّد ہو لیکن اگر اس کی ماں کی عزّت نہ ہو تو وہ اپنے آپ کو انسان کا بچہ نہیں بلکہ ایک انسان اور حیوان کا بچہ سمجھتا ہے اور اس طرح وہ بزدل بھی ہو جاتا ہے۔ پس عورتوں کی عزت قائم کرو۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ تمہارے بچے اگر گیدڑ ہیں تو شیر ہو جائیں گے‘‘۔ (مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ نمبر 281)

جن گھروں میں تشدد ہوتا ہے ان گھروں میں پلنے والے بچوں میں غصّے کا لاوا پکتا ہے۔ کئی بار وہ اذیت پسند بن جاتے ہیں یا بزدل۔ ایسے ہی ایک گھر کے بچے کو دوسروں کو مار کر مزا آتا ہے۔ اُس نے کہا جب کسی کا خون نکلتا ہے تو مجھے خوشی ہوتی ہے۔ کیا ہم اپنے بچوں کو اذیت پسند بنا دیں گے؟

کئی بار عورت طلاق سے خوفزدہ ہو کر تشدد برداشت کرتی ہے۔ مگر اس طرح مدد نہ لینا بہت بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ جہاں حالات بہت خراب ہو جائیں یا بچے گھر کے خراب ماحول کی وجہ سے اسلام سے نفرت کی طرف جا رہے ہوں، صلح کی کوششیں بیکار ہو جائیں وہاں بہتر ہے کہ استخارہ کر کے اگر شرح صدر ہو تو کچھ عرصہ کے لئے علیحدہ ہو جائیں۔ اس علیحدگی کے عرصہ میں عورت اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرے۔ مرد اپنی سختی کو نرمی میں بدلنے کی کوشش کرے۔ ویسے بھی جب عورت پہ تشدد ہو تو بہتر ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ میاں بیوی الگ الگ رہیں۔ سب کیسوں میں نہیں مگر عام طور پر ایسے 60 فیصد کیسوں میں نفسیاتی طور پہ اکٹھے رہنا بے حد نقصان دہ ہوتا ہے۔ اس سے تشدد میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اکثر کیسز میں پولیس کا یہ فیصلہ مناسب ہوتا ہے کہ میاں بیوی کو کچھ عرصہ کے لئے الگ کر دیتے ہیں۔

ایسے ایک کیس میں عورت کو کہا جا رہا تھا کہ وہ صلح کر لے۔ عورت نے کہا کہ میں اپنے شوہر سے اس قدر خوفزدہ ہوں کہ میں اس کی موجودگی میں گھر میں رہ ہی نہیں سکتی۔ اس نے کہا مجھے یہ سمجھنے کے لئے وقت چاہئے کہ مجھے شادی شدہ زندگی کیسے گزارنی ہے۔

کسی کو یہ کہا گیا کہ کئی عورتیں تشدد برداشت کرتی ہیں مگر علیحدگی کا فیصلہ نہیں کرتیں تم نے ایک دو بار کے تشدد سے یہ فیصلہ کیوں کر لیا۔ اس کو بے حد بُرا لگا۔ یہ ٹھیک ہے کہ خدا تعالیٰ صلح کو پسند کرتا ہے اور علیحدگی کوئی اچھا حل نہیں ہے۔ یہ صرف آخری حل ہے۔ اس سے پہلے سارے لوگوں کو صلح کی کوشش کرنی چاہئے۔ مگر ایک بات یہ بھی ہے کہ ہر انسان کا تکلیف برداشت کرنے کا Threshhold یعنی تکلیف برداشت کرنے کی حد ایک جیسی نہیں ہوتی۔

گھریلو تشدد کی وجوہات

جو عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔ چاہے وہ مسلمان ہوں یا کسی اور مذہب کی ہوں وہ کمزور عورتیں ہوتی ہیں۔ ان کے خاوند مضبوط ہوتے ہیں مگر ان میں تقویٰ اور نیکی کی کمی ہوتی ہے۔ اس کی اور بھی وجوہات ہیں مگر میں اپنے مضمون کے لحاظ سے ایک وجہ بتاؤں گی۔

جذباتی خلیج: اُن دونوں میں عام طور پہ ایک جذباتی خلیج حائل ہوتی ہے۔ ایک کمزور عورت کے لئے مضبوط خاوند کو سمجھنا بے حد مشکل ہوتا ہے۔ اور ایک مضبوط خاوند کئی بار بیوی کے جذبات اور مسائل کو نہیں سمجھ سکتا اور شدید جھنجھلا جاتا ہے اور پھر تشدد کرتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان جو ایک قدرتی کشش ہونی چاہئے وہ بے حد کم ہوتی ہے یا تشدد کے بعد کم ہو جاتی ہے۔ ایک مشرق کی بات سوچے گا اور دوسرا مغرب کی۔ جب ایک دوسرے کے عمل کا ردِّعمل ایک دوسرے کے خلاف ہوتا ہے تو بھی غصّے کی آگ بھڑکتی ہے۔ ان عورتوں میں بھی غصہ کا لاوا پکتا ہے مگر وہ ظاہر نہیں کر سکتیں۔ یہ غصّہ خود بخود اُن کے بچوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات ایک مضبوط شوہر کے لئے بے حد کمزور شخصیت کی بیوی پُرکشش اور اہم نہیں ہوتی۔ مگر جب خدا کا فضل دونوں پہ ہو تو وہ ایک دوسرے کے لئے پُرکشش ہو جاتے ہیں۔

دو ایک طرح کے مضبوط لوگوں میں اکثر اوقات ایک عجیب سی کیمسٹری کام کرتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کے لیے پُرکشش ہوتے ہیں۔ چاہے وہ میاں بیوی ہوں، دوست ہوں، ساتھ کام کرنے والے ہوں۔ ایک کمزور انسان ایک مضبوط انسان کو پسند کرتا ہے۔ مگر ایک مضبوط انسان کمزور انسان کو اکثر ناپسند کرے گا۔

جذباتی کمزوری قوت جذب اور کشش کو بہت کم کر دیتی ہے۔ کمزور لوگوں کی کمپنی میں کئی بار لوگوں کو بوریت ہوتی ہے اس لئے شادی شدہ زندگی کے مسائل بڑھ جاتے ہیں۔ رونے والوں کے ساتھ کوئی رونا نہیں چاہتا۔ مگر ہنسنے والوں کے ساتھ سب ہنسنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی کو غم ہے تو بہتر ہے کہ وہ ایسی جگہ اور موقع ڈھونڈے جہاں صرف خدا اس کو دیکھے اور صرف خدا اس کی آواز سنے۔ وہ دعا کو انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرے خدا تعالیٰ اس کی دعا سنے گا۔

(باقی آئندہ)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

درد شقیقہ کا علاج

(از تبرکات حضرت سید میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ)

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ یعنی 1907ء میں ...... اکبر خان صاحب سنوری جو مسیح موعود علیہ السلام کے خادم اور ایک طرح دربان تھے۔ ان کی اہلیہ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کھانا پکایا کرتی تھیں دردِ شقیقہ ہوا اور کئی دن تک باوجود مختلف علاجوں کے انہیں آرام نہ آیا۔ مَیں نے ان کی تکلیف دیکھ کر طب احسانی کے ایک نسخہ انہیں استعمال کے لئے کہا۔ انہوں نے استعمال کیا تو ایک ہی دن میں نصف بیماری جاتی رہی۔ اور دو تین روز کے استعمال سے بیماری بالکل دور ہوگئی۔ وہ نسخہ یہ ہے۔

گائے کا گھی اور گائے کا دودھ ملا کر سحری کے وقت ناک کے نتھنے کے ذریعہ بطور نسوار کے ان دونوں چیزوں کو اندر پہنچایا جائے۔ پانچ چھ مرتبہ سحری کے وقت ایسا کیا جائے۔ مثلاً ایک تولہ گائے کا گھی اور ایک تولہ گائے کا دودھ ملا کر ہتھیلی میں ڈال کر ناک کے نتھنے سے اوپر کھینچا جائے۔ اس طرح انشاء اللہ درد شقیقہ کو آرام آجائے گا۔

اس کے بعد بھی بہت سی جگہ یہ نسخہ مَیں نے استعمال کرایا۔ خدا کے فضل سے سو فیصدی اسے مفید پایا۔ امید ہے احباب اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھائیں گے۔ (روزنامہ الفضل قادیان 24/جون 1939ء)

(بحوالہ ماھنامہ خالد ۔ جون 2007ء صفحہ 16)

طالب علم اور وقف عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’مَیں طالبعلموں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں آرہی ہیں وہ ضرور وقف عارضی پر جائیں۔ ان کا علم بڑھے گا جہاں وہ جائیں گے وہاں کے لوگوں کے لئے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی اور اگر نوجوان ان کے لئے نمونہ بنیں گے تو ان پر بڑا اثر ہوگا کہ چھوٹی چھوٹی عمروں والے اس قسم کا کام کر رہے ہیں‘‘۔

(الفضل 12/فروری 1977ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مصلح موعودؓ کی اذان سے محبت کے چندواقعات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6مئی 2006ء میں مکرم عبدالسمیع نون صاحب کے قلم سے حضرت مصلح موعودؓ کی اذان سے محبت کے چند واقعات شامل اشاعت ہیں۔

ایک شام مجلس عرفان کے بعد جب کسی نے اذان کہی تو حضورؓ نے فرمایا کہ اس اذان کی آواز تو میرے ساتھ کے گھر میں بھی نہیں گئی۔ اس پر ایک اَور شخص نے کوشش کی تو حضورؓ کو وہ بھی پسند نہ آئی اور فرمایا کہ اذان میں صرف بلند آواز ہی نہیں بلکہ نغمگی بھی ہونی چاہئے۔ بہرحال تین چار لوگوں کی اذان سننے کے بعد آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہر محلّہ میں اذان کہنے کے مقابلے کروائے جائیں۔ چنانچہ پھر جو طرز آپؓ کو پسند آئی، وہ لاہور سے ہوتی ہوئی حضورؓ کے ساتھ ہی ربوہ بھی پہنچی۔ آپؓ ہی نے ایک بار بیان فرمایا تھا کہ ایک پادری کی بیٹی کسی اذان دینے والے کی نغمگی سے متأثر ہوکر اسلام کی طرف مائل ہوگئی تو پادری نے اُس کی جگہ ایک ایسے شخص کو در پردہ اذان دینے پر رکھوایا جس کی آواز کرخت تھی۔ چنانچہ وہ لڑکی اَنْکَرُ الْاَصْوَات کی وجہ سے اسلام سے نفور ہوگئی۔

تقسیم ہند سے پہلے لاہور کے قریب کسی گاؤں میں سکھوں نے مسلمانوں کو اذان دینے سے روک دیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کو علم ہوا تو بہت مضطرب ہوئے اور محترم گیانی واحد حسین صاحب کو بھیجا۔ گیانی صاحب نے گاؤں میں پہنچتے ہی مسجد کی چھت پر چڑھ کر بلند آواز سے اذان کا گورمکھی ترجمہ نغمگی کے ساتھ پڑھنا شروع کردیا۔ سکھوں نے جب خوبصورت آواز سنی تو گیانی صاحب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور بہت عزت افزائی کی۔ تب آپ نے سکھوں کو بابا گورونانکؒ کے شبد سنائے کہ اذان اور نماز کے بارہ میں اُن کی یہ تعلیم تھی اور مَیں بھی اذان کا ترجمہ ہی پڑھ رہا تھا۔ اس پر سکھوں نے کہا کہ ہمیں اس توحید کے سبق کو دہرانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ چنانچہ اذان دوبارہ شروع ہوگئی۔

قیام پاکستان کے بعد ابتدائی جلسہ سالانہ کے ایام آئے تو حضورؓ کے حکم پر چھوٹے سائز کی گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنائی گئیں جن میں حاضرین کا قیام وطعام ہوتا۔ حضورؓ کا ارشاد تھا کہ ہر نماز کے وقت ہر ایک جھونپڑی میں آدمی اذان دے۔ چنانچہ نماز کا وقت ہوتا تو ہزاروں اذانوں سے فضا معمور ہوجاتی۔

محترم شیخ محمد حسن صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3مئی 2006ء میں محترم شیخ محمد حسن صاحب کے بارہ میں ایک مضمون مکرمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم شیخ محمد حسن صاحب 1909ء میں لدھیانہ میں محترم نور محمد صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جو بہت خداترس تھے اور غریب یتیم کی پرورش اور امداد میں خاص حصہ لیتے تھے۔ وہ حضرت منشی احمد جان صاحبؓ کے مرید تھے اور اُن کی وصیت کے مطابق ہی آپ نے بھی احمدیت قبول کی تھی۔ آپ کے والد بھی احمدی تھے اور آپ کی اہلیہ محترمہ بھی بہت مخلص خاتون تھیں۔ مسجد فضل لندن کی تعمیر کے لئے انہوں نے اپنی سونے کی بالیاں پیش کردی تھیں۔

جب محترم شیخ محمد حسن صاحب کی عمر صرف دس برس تھی تو آپ کی والدہ کی وفات ہوگئی۔ جس کے بعد گھر کا شیرازہ بکھر گیا اور کوئی سمجھانے والا نہ رہا۔ مختلف عرسوں اور میلوں میں شامل ہونے لگے۔ مجلس احرار نے کشمیر موومنٹ شروع کی تو آپ بھی اُن کے جلوسوں میں شامل ہونے لگے۔ پھر اسلام کی خاطر اپنی گرفتاری بھی پیش کردی اور تین ماہ قید بامشقت کاٹی۔ لیکن بعد میں اس قربانی کا کسی نے بھی خوشی سے ذکر نہیں کیا تو آپ کا دل بجھ گیا۔ ایک روز آپ قریبی امام باڑہ میں گئے جہاں ایک غیر از جماعت بزرگ نے اپنی خواب سنائی اور آپ کو احمدی ہوجانے کے لئے کہا۔ اُنہی دنوں آپ کے بڑے بھائی جو احمدی تھے، اُن کی دعوت پر آپ قادیان جلسہ سالانہ میں شریک ہونے کے لئے چلے گئے۔ وہاں حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

جب قادیان سے واپس آئے اور آپ کی احمدیت کا علم ہوا تو شدید مخالفت کا آغاز ہوا۔ احمدیوں کا بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ کی تایا کی بیٹی سے آپ کی شادی ہونے والی تھی۔ شادی کے دن آپ کے تایا آپ کے پاس آئے اور اپنی پگڑی آپ کے پاؤں میں رکھ کر کہا کہ صرف نکاح کے وقت کہہ دو کہ احمدی نہیں ہو، پھر جو مرضی ہو وہی کرنا۔ لیکن آپ نے جھوٹ بولنے سے انکار کردیا۔ اس پر نہ صرف رشتہ ختم ہوگیا بلکہ ایک فتنہ بھی بپا ہوگیا۔

بعد میں آپ کی شادی حضرت میاں فضل محمد صاحبؓ ہرسیاں والے کی بیٹی سے 1935ء میں ہوگئی۔ اگرچہ آپ کے پاس کوئی دنیاوی دولت نہیں تھی اور لڑکی والے بھی مطمئن نہیں تھے لیکن ایک خواب کی بناء پر رشتہ طے پاگیا جو بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوا۔

پھر آپ مختلف شہروں میں بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ ممبئی میں سیکرٹری دعوت الی اللہ کے طور پر بھی خدمت کی۔ قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد میں آبسے اور دوکان شروع کردی۔ فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ جلدسازی کے ذریعے لمبا عرصہ خدمت کی سعادت آپ کو عطا ہوتی رہی۔ بے شمار ایمان افروز واقعات آپ کی زندگی میں روشنی بکھیرتے رہے۔ پھر آپ کو کینیا جانے کا موقع مل گیا اور وہاں سے 1969ء میں لندن آگئے۔ ہر جگہ خدمت کا بھرپور موقع ملا۔ بہت عاجز اور فقیرانہ مزاج کے انسان تھے اور خدمت کے ہر کام کو سعادت سمجھتے تھے۔ اخبار احمدیہ، الفضل انٹرنیشنل کا شعبہ ترسیل، ضیافت ٹیم میں سالہا سال خدمات سرانجام دیں۔ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر کئی کئی ہفتے اسلام آباد میں قیام کرتے اور مہمانوں کی خدمت کرکے دلی خوشی محسوس کرتے۔

پالتو جانوروں کی شناخت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5مئی 2006ء میں مکرم بریگیڈیئر (ر) سید ممتاز احمد صاحب کا ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے جس میں پالتو جانوروں کی شناخت سے متعلق قیمتی معلومات بیان کی گئی ہیں۔

مالک کے لئے اپنے مویشی کی پہچان بہت اہم ہے اور اس کی قانونی ضرورت بھی پیش آسکتی ہے۔ بھیڑ بکریوں اور گائیوں بھینسوں کے کان میں سٹیل کا چھلہ ڈال کر اس میں پلاسٹک کے ٹکڑے پر نمبر کندہ کرکے لٹکا دیا جاتا ہے۔ بعض اوقات نہ مٹنے والا رنگ سوئی کے ذریعہ دُم یا کان کی جلد میں داخل کیا جاتا ہے۔ جن جانوروں سے چمڑا حاصل کرنا ہو، اُن کو داغنے کی بجائے دیگر طریق اختیار کئے جاتے ہیں۔ جبکہ گھوڑے، خچر اور گدھوں کو داغ لگایا جاسکتا ہے۔ مویشیوں کی تصویر کھینچنا بھی شناخت کا طریق ہے۔

گھوڑ دوڑ میں حصہ لینے والے گھوڑے نہایت قیمتی اور اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کے ملاپ سے حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کے جسم پر کوئی نشان پڑ جائے تو ان کی قیمت گر جاتی ہے۔ اس لئے ان کی شناخت ماہر اسپ شناس سے کروائی جاتی ہے جو آتشی شیشہ کا استعمال کرکے ہر گھوڑے کو منفرد ثابت کرسکتے ہیں۔

گھوڑوں کی شناخت میں فراڈ کی ایک داستان یوں بیان کی جاتی ہے کہ آئرلینڈ کا ایک شخص Paddy غربت سے تنگ آکر امریکہ چلا گیا۔ یہ 1930ء کے لگ بھگ کا زمانہ تھا جب امریکہ میں Alcapone نامی ایک شخص بدنام وخوفناک غنڈہ مانا جاتا تھا۔ پیڈی ایک روز اُس کے ملازموں کے پاس گیا اور کہا کہ وہ الکپون سے ملنا چاہتا ہے۔ ملازموں نے مفلس شخص کی یہ جسارت دیکھی تو اُسے مار مار کر ادھ مؤا کردیا۔ مار کھانے کے بعد پیڈی نے کہا کہ دس دفعہ بھی ماروگے تو پھر بھی آؤں گا کیونکہ مَیں تمہارے مالک کو اُس کے فائدہ کے لئے ہی ملنا چاہتا ہوں۔ ملازموں کے سربراہ نے کہا کہ اگر تم نے کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت کی تو گولی ماردی جائے گی۔ پھر الکپون کو اطلاع دی گئی۔ اُس روز اُس کا مُوڈ اچھا تھا چنانچہ پیڈی کو بلوالیا گیا۔ پیڈی نے کہا کہ باس! آپ کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ الکپون نے کہا کہ اگر یہ کوئی بیوقوفی کی حرکت ہے تو اس کا انجام تمہیں پتہ ہے۔ پیڈی نے کہا کہ جان سب کو پیاری ہوتی ہے۔ چنانچہ الکپون شہر سے پندرہ میل دُور ایک اصطبل میں پہنچا جہاں پیڈی دو گھوڑے نکال کر لایا اور بولا کہ اِن گھوڑوں کو الگ الگ شناخت کرو۔ الکپون نے دیر تک گھوڑوں کا معائنہ کیا اور بولا کہ اگر اِن کی ماں ایک ہی ہے، تو وہ بھی اِن کو شناخت نہیں کرسکتی۔ پیڈی نے مدتوں محنت کرکے گھوڑوں پر سفید رنگ کے بال اگانے اور سیاہ داغ دھبے ڈالنے کے کام میں مہارت حاصل کی تھی اور دو ایک جیسے گھوڑے بناڈالے تھے جنہیں ماہر اسپ شناس بھی شناخت نہ کرسکتا تھا۔ ایک گھوڑا نہایت اعلیٰ نسل کا تیز رفتار گھوڑا تھا، دوسرا معمولی نسل کا گھوڑا تھا۔ دونوں کا نام برق رفتار رکھا گیا تھا۔ پیڈی نے ردّی گھوڑے کو قومی دوڑوں میں دوڑانا شروع کیا جہاں وہ توقع کے مطابق ہمیشہ ہار جاتا۔ چنانچہ جواریوں نے اس پر تیس چالیس گُنا تک انعام دینا شروع کردیا لیکن اس پر کبھی کسی نے انعام نہ جیتا۔ چھ ماہ بعد امریکہ کی مشہور ریس Kentucky ڈربی شروع ہوئی تو پیڈی نے اُس میں اعلیٰ نسل کے گھوڑے کو داخل کردیا۔ اور الکپون کے ساتھیوں نے سارے امریکہ میں تھوڑے تھوڑے ڈالروں پر تیس تیس، چالیس چالیس کا ریٹ حاصل کرکے رقم لگادی۔ اس دوڑ میں گھوڑا اوّل آیا تو الکپون نے پیڈی کے ساتھ مل کر خوب نفع کمایا۔

بدقسمتی سے CIA کا ایک ایجنٹ بھی ریس کا رسیا تھا اور مذکورہ ریس میں کافی رقم ہار چکا تھا۔ اُس نے خاموشی سے تمام Bookies کے پاس جاکر گھوڑے برق رفتار کا پرانا ریکارڈ حاصل کیا اور آخر فراڈ کا پتہ چلالیا۔ چنانچہ پیڈی کے خلاف فراڈ کے الزام میں مقدمہ چلا اور اُسے دس سال قید کی سزا دی گئی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ امریکہ جیسی اجڈ اور وحشی قوم جو آرٹ سے بے بہرہ ہے، کہیں اَور نہیں پائی جاتی اور اگر وہ یہ کارنامہ فرانس میں انجام دیتا تو نہ صرف سزا سے بچ جاتا بلکہ اُس کو آرٹ کی خدمت میں انعام بھی ملتا۔

مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ جن دنوں نیپال میں شہنشاہ نیپال کی تخت پوشی ہونا تھی تو نیپال کی حکومت کی درخواست پر حکومت پاکستان نے تیس سرمئی رنگ کے اعلیٰ نسل کے گھوڑے مہیا کئے۔ مَیں مختلف یونٹوں سے گھوڑے اکٹھے کرکے مونہ پہنچا جہاں نیپال سے تین وجیہہ کرنل صاحبان آئے ہوئے تھے۔ اُن میں سے ایک کیولری دستہ کے تھے، دوسرے وٹرنری کور کے تھے اور تیسرے ایک براہمن تھے جو پہلے دونوں افسران کے کسی گھوڑے کے انتخاب کے بعد آخر میں آتشی شیشہ کی مدد سے گھوڑے کے سر اور پیشانی پر اُن نشانوں کو تلاش کرتے جو اُن کے علم کے مطابق نیک شگون کی نشاندہی کرتے تھے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16فروری 2006ء میں ''مقام محمودؓ'' کے عنوان سے کہی گئی جناب اختر گوبندپوری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

تیری توقیر بڑی ہے تری عظمت کی قسم
میں نے دیکھا ہے تجھے چشمِ بصیرت کی قسم
تُو وہی جلوۂ موعود ہے دنیا کے لئے
مجھ کو احساس درخشاں کی بشارت کی قسم
نام محمود پہ ہم حرف نہ آنے دیں گے
جرأت دل کی قسم روحِ شجاعت کی قسم
ہم تری روح کو پھونکیں گے ہر اک پیکر میں
چرخِ تقدیس کے ہر اخترِ عظمت کی قسم

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

13th July 2007 – 19th July 2007

Please Note that programmes and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 13th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:40 Al Maa'idah
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 70, Recorded on 10/08/1995.
02:50 Rights of Women in Islam
03:20 Huzoor's Tours: Programme documenting Huzoor's tour to Kenya, East Africa.
03:55 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 186, Recorded on 25th March 1997.
05:00 Mosha'airah
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Children's Class with Huzoor. Recorded on 19th March 2006.
08:10 Siraiki Service
09:00 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 42 recorded on 30th June 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
13:20 Tilaawat & MTA News review
14:05 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service: a discussion in Bengali replying to various allegations made against the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
15:20 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:20 Spotlight
18:30 Live Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted By Muhammad Sahrif.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 MTA Travel: a visit to the American Museum of Natural History, New York.
23:05 Urdu Mulaqa'at: Session 42 [R]

Saturday 14th July 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Le Francais C'est Facile: lesson no. 84
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 71, recorded on 15/08/1995.
02:35 Spotlight
03:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 13th July 2007.
04:55 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 42 recorded on 30th June 1995.
05:25 Attributes of Allah
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor. Recorded on 28th January 2006.
07:55 Seerat Sahaba Rasool (saw)
08:45 Friday Sermon [R]
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
15:55 Moshaairah: an evening of poetry
16:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 03/12/1995. Part 1.
18:00 Australian Documentary: a documentary about traditional Australian customs.
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam. Hosted By Muhammad Sahrif.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:00 Seerat Sahab Rasool (saw) [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 15th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Qur'an Quiz
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 72, recorded on 16/08/1995.
02:30 Kidz Matter
03:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 13th July 2007.
04:20 Moshaairah
05:30 Attractions of Australia: a documentary about traditional Australian customs.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 29th January 2006.
08:20 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa.
09:30 Kidz Matter
10:10 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 22nd June 2007.
12:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:15 Bangla Shomprochar
14:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V. Recorded on 13th July 2007.
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
16:15 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to East Africa.[R]
17:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th October 1998.
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz matter [R]
20:15 MTA International News Review
20:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]
22:00 Huzoor's tours [R]
23:05 Ilmi Khitabaat

Monday16th July 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Learning Arabic: no. 10
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 73, Recorded on 17/08/1995.
02:35 Friday Sermon: recorded on 13th July 2007
03:45 Question and Answer Session
04:50 Ilmi Khitabaat
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Class (Nasirat) with Huzoor, recorded on 20th March 2005.
08:10 Le Francais C'est Facile: programme no. 62
08:20 Medical Matters: A programme about heart disease.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th June 1998.
10:00 Indonesian Service
11:00 Ghazwat-e-Nabi (saw): a discussion about Holy wars.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:00 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 18/08/2006.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
16:35 Spotlight
17:00 Rencontre Avec Les Francophones [R]
17:55 Medical Matters [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 74, Recorded on 22/08/1995.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:40 Medical Matters [R]

Tuesday 17th July 2007

00:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:15 Le Francais C'est Facile: programme no. 62
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 74, Recorded on 22/08/1995.
02:35 Friday Sermon: recorded on 18/08/2006.
03:40 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th June 1998.
04:35 Spotlight
05:00 Ghazwat-e-Nabi (saw)
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:15 Children's class with Huzoor. Recorded on 3rd February 2007.
08:10 Learning Arabic: Programme no. 10
08:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd November 1998.
09:45 MTA Travel: a visit to the United Arab Emirates.
10:05 Indonesian Service
11:05 Sindhi Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana Mauritius 2005: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V . Recorded on 4th December 2005.
14:45 Children's Class [R]
15:40 Learning Arabic [R]
16:05 MTA Travel [R]
16:30 Question and Answer session [R]
17:35 Al Wassiyat: a discussion in English about the institution of Wassiyat.
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News Review Special
21:10 Children's Class [R]
22:10 Al Wassiyat [R]
23:05 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 18th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 75, recorded on: 23/08/1995.
02:20 Al Wassiyat
03:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd November 1998.
04:25 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
05:10 Learning Arabic: Lesson no. 10
05:35 MTA travel: a visit to UAE
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau with Huzoor, recorded on 11th February 2006.
07:50 Seerat Masih-e-Maud (as).
08:20 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th November 1998.
09:45 Indonesian Service
10:40 Australian Attractions
11:05 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Lajna Magazine
14:40 From the Archives: Rec. 14/09/1984
15:20 Jalsa Salana Qadian: speech delivered by Muhammad Inam Ghori. Rec. 26/12/2005.
15:45 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:35 Australian Attractions [R]
17:05 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 76, recorded on 24/08/1995.
20:15 MTA International News Review
21:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
21:55 Lajna Magazine [R]
22:25 Jalsa Salana Qadian [R]
22:50 Australian Attractions [R]
23:15 From the Archives [R]

Thursday 19th July 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 76, recorded on 24/08/1995.
02:25 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:50 Hamari Kaa'enaat
03:15 Australian Attractions
03:55 From the Archives
04:40 Lajna Magazine
05:35 Jalsa Salana Qadian
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 11th February 2006.
07:50 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 46. Recorded on 01/07/1995.
09:00 Huzoor's Tours: programme documenting Huzoor's visit to Kenya, East Africa.
10:05 Indonesian Service
11:05 MTA Variety: a discussion programme about the rights of women in Islam.
11:40 Dars-e-Hadith
12:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service
14:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 186, recorded on 26th March 1997.
15:05 Huzoor's Tours [R]
16:10 English Mulaqa'at: session 46 [R]
17:30 Mosha'airah
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:10 Tarjamatul Qur'an Class, session 186 [R]
22:15 Al-Maa'idah: a cookery programme teaching you how to prepare a variety of dishes.
22:25 MTA Variety: rights of Women is Islam [R]
23:00 Bustan-e-Waqfe Nau [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 GMT & 17:00 GMT

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 | Friday July 13, 2007 | Issue No. 28

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سورۃ اَلْبَیِّنَہ میں ظہور مہدی ٔموعودؑ کا پس منظر

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی (ولادت 1746ء ۔ وفات 1824ء) حکیم الامت سید ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی کے جلیل القدر فرزند تھے۔ آپ کی تصنیفات میں تفسیر عزیزی (جو صرف سوا تین پاروں پر مشتمل ہے) ایک عدیم النظیر تفسیر تسلیم کی گئی ہے جو محققانہ انداز میں نہایت درجہ غور وفکر کے بعد مرتب ہوئی۔ آپ نے سورۃ اَلْبَیِّنَہ کی پہلی آیت سے امام مہدی کے ظہور کا پس منظر بے نقاب کر کے اہل عرفان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل کتاب اور مشرک یہی کہتے تھے کہ ’’ہم اپنی قدیمی وضعوں کو اور اپنے موروثی دینوں کو ہرگز نہ چھوڑیں گے جب تک کہ کوئی دلیل ظاہر اور کھلا معجزہ نہ دیکھ لیں ...... یہ حالت اُن کی بعینہ ایسی تھی جیسے اس اُمّت کے بعض گمراہ فرقوں کی اس زمانہ میں ہے...... ان سب طائفوں کو اگر عقلی اور نقلی دلیلوں سے سمجھایا جاوے کہ سیدھے محمدی راستے پر قائم ہو جاؤ اور اپنی موروثی بدعتوں کو چھوڑ دو تو ہرگز نہیں سنتے ہیں اور ان سب گمراہ فرقوں کا جواب مقابلہ میں وعظ اور نصیحت اور آیات کے یہ ہے کہ ہم اس قدیم وضع اور آئین اپنے کو بغیر کوئی دلیل ظاہر کے اور بدون حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے کے اور اُن کے بیان شافی کے ہرگز نہ چھوڑیں گے‘‘۔

گمراہ فرقوں کی اس روش کی طرف اشارہ کرنے کے بعد آگے تحریر فرماتے ہیں:

’’اسی حالت کی طرح یعنی جیسے اب ہے قبل ظاہر ہونے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم میں تھے تو **حکمت الٰہی نے چاہا کہ ایک پیغمبر آوے کہ خود بھی ایک ظاہر حجت ہو اور اس کا بیان شافی سب کو جہالت کے مرض سے نجات بخشے**‘‘۔

(اردو ترجمہ تفسیر عزیزی جلد4 صفحہ444۔ ناشر ایچ۔ایم۔ سعید کمپنی پاکستان چوک کراچی)

❁❁❁❁❁❁

قیامت کی نشانیاں

حافظ مبشر حسین صاحب لاہور کے قلم سے نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور نے ’’قیامت کی نشانیاں‘‘ زیر عنوان مئی 2002ء میں ایک کتاب منظر عام پر آئی ہے جو 423 صفحات پر محیط ہے۔ مؤلف کتاب نے صحیح احادیث کی روشنی میں قیامت کی متعدد نشانیوں کے وقوع پذیر ہونے پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً لکھا ہے:

’’ہماری عدالتوں کا سارا نظام جھوٹی گواہیوں (False Evidencies) پر منحصر ہے۔ کرائے کے گواہ بکثرت اور بآسانی میسر ہیں جن کے ذریعہ ہر طرح کے ناجائز مقدمات کو جائز فیصلوں میں تبدیل کرالیا جاتا ہے اور بلاشبہ یہ **قیامت کی ایک نشانی ہے**‘‘۔

(صفحہ151)

’’بدعملی کے مرتکب صرف جہلاء اور عوام ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اور خواص بھی **بدعملیوں کے شکار** ہیں‘‘۔ (صفحہ154)

’’آج بحیثیت مجموعی مسلمانوں کے تمام نظام ہائے زندگی مثلاً (Politician, Culture, Education, Sociology, Economics) کفار بالخصوص اہل مغرب سے مستعار ہیں‘‘۔

(صفحہ175)

’’رومی یعنی عیسائیوں کا سب لوگوں سے بڑھ جانا قیامت کی ایک نشانی ہے جس کا ظہور ہو چکا ہے‘‘۔

(صفحہ 204)

’’کتابوں کی کثرت اشاعت قیامت کی ایک نشانی ہے مذکورہ نشانی آج پورے عروج پر ہے‘‘۔

(صفحہ201)

بالآخر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ شاعر مشرق سر محمد اقبال (1877ء۔1938ء) یہ عالمی حقیقت مسلّم تھی کہ ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسلون

(بانگ درا صفحہ334)

دوسری طرف ’’قیامت کی نشانیاں‘‘ میں جناب مؤلف نے یہ نظریہ وعقیدہ پیش کیا ہے کہ ’’امام مہدی کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوگا‘‘۔ (صفحہ282) اور ’’یاجوج وماجوج کا خروج حضرت عیسیٰ کے بعد ہوگا‘‘۔

(صفحہ382)

اب سوال یہ ہے کہ بقول شاعر مشرق جب قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق فتنہ یاجوج ماجوج 1938ء سے قبل برپا ہے تو مہدی ومسیح کہاں ہیں؟؟ کیا کوئی عاشقِ رسولؐ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور کرسکتا ہے کہ قیامت کی نشانیاں پوری ہوگئیں مگر اس کی مرکزی شخصیت کے جلوہ آرا ہونے سے متعلق سب احادیث جھوٹی نکلیں!!! فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

جناب مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ 283 پر بتایا ہے کہ ’’امام مہدی کا ظہور مشرقی ممالک سے ہوگا‘‘۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اس نشانی کے عین مطابق مشرق سے ظاہر ہوئے۔ دوسرے یہ بھی کھلی حقیقت ہے کہ قیامت کی درج بالا سب نشانیوں کا ظہور ایسے زمانہ میں ہوا جس میں مہدیٔ اُمت ہونے کا صرف ایک ہی مدعی اور اس کی جماعت موجود ہے اور وہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور آپ کے محبّین اور مخلصین کی جماعت ہے جو روز بروز عروج وارتقاء کی طرف برق رفتاری سے آگے ہی آگے جاری ہے۔

خدا تعالیٰ کی نصرت کا یہ نشان حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا چمکتا ہوا ثبوت ہے مگر مؤلف کتاب کا اصرار ہے کہ ابھی مسلمان زندہ ہیں غالباً ان کی مکمل تباہی کے بعد مہدی ومسیح کا ظہور ہوگا۔ علامہ سر اقبال نے اسی ناقابل فہم ذہنیت کی عکاسی کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

تھا جنہیں ذوق تماشا وہ تو رخصت ہوگئے
لے کے اب تُو وعدۂ دیدار عام آیا تو کیا
آہ جب گلشن کی جمعیّت پریشاں ہوگئی
پھول کو بادبہاری کا پیام آیا تو کیا
آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبحدم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا
بُجھ گیا وہ شعلہ جو مقصودِ ہر پروانہ تھا
اب کوئی سودائی سوز تمام آیا تو کیا

❁❁❁❁❁❁

مجلس انصاراللہ ماریشس کے زیر اہتمام

یوم خلافت اور چیریٹی واک کا بابرکت انعقاد

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اس سال پہلی مرتبہ مجلسِ انصاراللہ ماریشس نے ماریشس میں بھی چیریٹی واک کے انتظام کا فیصلہ کیا۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اس سلسلہ میں خصوصی دعا کے لئے لکھا اور انتظامات کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ اِس کے لئے 27 مئی بروز اتوار یومِ خلافت کے بابرکت دن کا انتخاب کیا گیا۔

سب سے پہلے تمام ممبران میں رقم جمع کرنے کے لئے کارڈ تقسیم کئے گئے اور کم از کم ایک لاکھ روپے جمع کرنے کا ٹارگٹ سامنے رکھا۔ اس کے لئے تمام افرادِ جماعت نے اپنی اپنی جگہ کوشش شروع کر دی۔ خدا کے فضل سے جب یہ رقم مرکزی طور پر اکٹھی کی گئی تو تین لاکھ بتّیس ہزار روپے (11000$) تک پہنچ گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

27 مئی بروز اتوار یومِ خلافت کے بابرکت دن صبح 9 بجے واک میں شرکت کے لیے 350 سے زائد تعداد میں بچے بوڑھے اور نوجوان میونسپلٹی آف کتربورن میں موجود تھے، جہاں مکرم امیر صاحب نے مختصر تقریر میں واک کے مقصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد میئر آف کتربورن Mme Regina Maudar نے حاضرین سے خطاب کیا جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور اس طرح سفید ٹی شرٹ میں ملبوس تمام شرکاء نے واک کا آغاز کیا۔

ایک گھنٹہ کی مسافت کے بعد 10 بجے اس واک کا اختتام جماعتی مرکز دارالسلام روز ہل میں ہوا جہاں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں مکرم ومحترم مختار تیجو صاحب نے تلاوت قرآنِ کریم کی۔ مکرم امیر صاحب نے تمام حاضرین اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ صدر مجلس انصاراللہ مکرم موسیٰ تیجو صاحب نے دنیا میں موجود غربت کے اعداد وشمار بیان کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہم میں سے ہر ایک کا فرض بنتا ہے کہ دُکھی انسانیت کی خدمت کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کریں۔ اور اسی طرح اُن سب لوگوں کا شکریہ بھی ادا کیا جنہوں نے اس واک کو کامیاب بنانے میں کسی نہ کسی رنگ میں مدد کی۔ اس موقعہ پر میئر آف کتربورن Mme Regina Maudar اور میئر آف روز ہل Mme Mirella Chauvin نے بھی اپنے خطاب میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے حلقہ سے جماعت نے اس نیک کام کا آغاز کیا ہے۔ آخر پر تین رفاہی اداروں میں سے ہر ایک کو 60.000 روپے کے چیک پیش کئے گئے جن کے نام یہ ہیں۔

(1)۔ lizie dans la Main (بینائی سے محروم افراد کا ادارہ)
(2)۔ The Mauritius Mental Health Associatio) (ذہنی معذور افراد کا ادارہ)۔
(3) ہیومینٹی فرسٹ ماریشس۔

ان تینوں اداروں کے نمائندگان نے اس موقعہ پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور مجلس انصاراللہ ماریشس کا شکریہ ادا کیا۔

ہیومینٹی فرسٹ نے فوراً اس رقم سے کھانے کا سامان خریدا اور اسی روز ماریشس کے جنوب میں چند روز قبل آنے والے طوفان سے بے گھر ہونے والے افراد میں گھر گھر جا کر تقسیم کیا۔ اسی طرح دوسری طرف مجلس انصاراللہ نے اس دن جزیرہ روڈرگز میں بھی ایک تقریب کا انعقاد کیا اور اس طوفان میں جاں بحق ہونے والے پانچ افراد کے لواحقین میں نقدی اور خوراک تقسیم کی۔ مجلس انصاراللہ کے زیرِ انتظام منعقد ہونے والی اس چیریٹی واک کو ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات نے بھی خوب کوریج دی۔ اس واک کے دوران دو FM ریڈیوز سے مکرم امیر صاحب کا live اِنٹرویو نشر کیا گیا۔

مرکزی مسجد دارالسلام روز ہل میں ایک بجکر تیس منٹ پر بعد نمازِ ظہر وعصر جلسہ یومِ خلافت کا آغاز تلاوتِ قرآن سے ہوا جو مکرم معیز سوقیا صاحب نے کی۔ صدر جماعت روز ہل مکرم اسد جواہر صاحب نے خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا اقتباس پڑھ کر سُنایا اور مکرم ساجد تیجو صاحب نے ترنم سے نظم پڑھی جس کے بعد ’’خلافت کی اہمیت اور اس سے مضبوط تعلق کی ضرورت‘‘ کے موضوع پر پہلی تقریر ہوئی اور دوسری تقریر ’’خلافتِ احمدیہ کی برکات‘‘ کے عنوان سے امیر صاحب ماریشس مکرم محمد امین جواہر صاحب نے کی اور آخر پر دعا کروائی۔ اسی طرح جزیرہ کی دوسری تمام مساجد میں بعد نمازِ مغرب وعشاء جلسہ یومِ خلافت کا انعقاد کیا گیا جس میں مقررین نے اس مناسبت سے تقاریر کیں۔

❁❁❁❁❁❁❁